ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۵ رجب المرجب ۱۳۸۸ھ

۱۸ اکتوبر ۱۹۶۸ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "لیس من بلد الا سیطؤہ الدجال الا مکۃ والمدینۃ، ولیس نقب من انقابھما الا علیہ الملائکۃ صافین تحرسھما فینزل بالسبخۃ فترجف المدینۃ ثلاث رجفات یخرج اللہ منھا کل کافر و منافق" رواہ مسلم۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ سوائے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے اور کوئی شہر ایسا نہ ہوگا جس کو دجال پامال نہ کرے گا۔ اور مکہ اور مدینہ کی گھاٹیوں میں سے کوئی گھاٹی بھی ایسی باقی نہ رہے گی۔ مگر یہ کہ ان پر فرشتے صفیں بنائے حفاظت کرتے ہوں گے۔ دجال مقام سبخہ میں اترے گا جس کی وجہ سے ہر کافر اور منافق مدینہ منورہ سے باہر نکل جائے گا۔ (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے)

عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال "یتبع الدجال من یہود اصبہان سبعون الفا علیہم الطیالسۃ" رواہ مسلم۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اصفہان کے ستر ہزار یہودی جو طیلسان پوش ہوں گے دجال کے ساتھ ہو جائیں گے۔ (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے)

عن ام شریک رضی اللہ عنہا انہا سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول: لیفرن الناس من الدجال فی الجبال، رواہ مسلم۔

ترجمہ: حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرمارہے تھے۔ دجال کے (خوف سے) لوگ پہاڑوں میں بھاگ جائیں گے۔ (مسلم نے اس روایت کو ذکر کیا ہے)

عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہما قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: "ما بین خلق آدم الی قیام الساعۃ امر اکبر من الدجال" رواہ مسلم۔

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے لے کر قیامت تک دجال سے بڑھ کر کسی کا فتنہ نہ ہوگا۔ (اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے)

عن المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ قال: ما سأل احد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الدجال اکثر مما سألتہ، وانہ قال لی، "ما یضرک" قلت: انہم یقولون: ان معہ جبل خبز ونہر ماء، قال: ھو اھون علی اللہ من ذالک" متفق علیہ

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ دجال کے متعلق جتنے سوالات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے ہیں اتنے اور کسی نے نہیں کئے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ وہ تجھ کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! لوگ کہتے ہیں۔ روٹیوں کے پہاڑ اور پانی کی نہریں اس کے ساتھ ہوں گی آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر یہ بات اس سے دشوار نہیں ہے (کہ وہ مومنین کو اس سے محفوظ رکھے) (بخاری ومسلم)

عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "ما من نبی الا وقد انذر امتہ الاعور الکذاب، الا انہ اعور وان ربکم عز وجل لیس باعور، مکتوب بین عینیہ ک، ف، ر" متفق علیہ۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر ایک نبی نے اپنی امت کو کانے کذاب سے ڈرایا ہے خبردار ہو جاؤ کہ وہ کانا ہے اور تمہارا رب تبارک وتعالیٰ یک چشم نہیں ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (قدرتی طور پر) ک، ف، ر (کافر) لکھا ہوگا۔ (بخاری ومسلم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "الا احدثکم حدیثا عن الدجال ما حدث بہ نبی قومہ: انہ اعور وانہ یجیء معہ بمثال الجنۃ والنار فالتی یقول انہا الجنۃ ہی النار۔" (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں دجال کے بارے میں تم کو ایک ایسی بات بتلاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی۔ وہ کانا ہے اور وہ اپنے ساتھ ایک (چیز) مثل جنت کے اور (ایک چیز مثل) دوزخ کے لئے ہوئے ہوگا۔ اور جس کو وہ جنت کہے گا وہ حقیقت میں دوزخ ہوگی۔ (اور اسی طرح اس کی دوزخ حقیقت میں جنت ہوگی۔ (بخاری ومسلم)

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر الدجال بین ظہرانی الناس فقال: "ان اللہ لیس باعور الا ان المسیح الدجال اعور العین الیمنی کان عینہ عنبۃ طافیۃ" متفق علیہ۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے دجال کا تذکرہ کیا اور ارشاد فرمایا۔ کہ بے شک اللہ رب العزت یک چشم نہیں ہے۔ ہاں مسیح دجال داہنی آنکھ سے کانا ہوگا۔ اور اس کی آنکھ پھولے ہوئے انگور کی طرح ہوگی (اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے)

خط وکتابت

کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی۔ (منیجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ — لاہور

خدام الدین

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۴ | ۲۵ رجب المرجب ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۶۸ء | شمارہ ۲۴

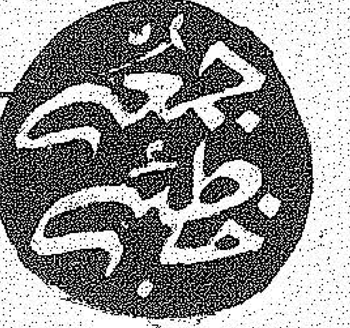
جدید رجحانات علماء کرام کیلئے چیلنج ہیں

گرد وپیش پر نظر دوڑائیے تو صاف نظر آئے گا کہ ہم جس دور سے گزر رہے ہیں یہ مغرب پرستی اور اسلام بیزاری کا دور ہے۔ ہر جگہ باطل قوتیں اپنے پورے سازو سامان کے ساتھ اسلام پر حملہ آور نظر آتی ہیں اور ان کا مشن یہ ہے کہ اسلام اور اسلامی عقائد کو اس انداز سے رجعت پسندانہ ثابت کریں کہ مسلمان خود بخود ان سے بیزار ہو کر ایک نئے اسلام کی طرف راغب ہوں۔ ایسا اسلام جو نہ صرف مغرب کی آزادی کے ساتھ پورا پورا تعاون کر سکے بلکہ اسی کا پروردہ اور دست نگر ہو—— کون نہیں جانتا کہ ہمارے ملک میں ایسے اداروں، اسلام نما جماعتوں اور شخصیات کی ایک کھیپ موجود ہے جو دن رات "جدید اسلام" کا پروپیگنڈہ کرنے میں مصروف اور لوگوں کو اصل اسلام سے برگشتہ کر کے جدید اور بے اصل اسلام کا رسیا بنانے میں مصروف ہے چنانچہ اس کھیپ میں شامل افراد کا سارا زور اس بات پر صرف ہو رہا ہے۔ کہ اسلامی احکامات کو بدل دیا جائے، رنگ بدلتے زمانے کے مطابق ان کی تاویلات کی جائیں۔ اور اسلام کو اوامر و نواہی سے پاک کر کے صرف چند مذہبی رسوم کا مجموعہ بنا دیا جائے۔ پھر اس میں بھی ہر شخص کو اختیار ہو کہ وہ ان میں اپنی صوابدید کے مطابق ہیر پھیر کر سکے۔ گویا یہ بر خود قسم کے افراد، ادارے اور جماعتیں خود تو اپنے آپ کو قرآن مجید اور سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ڈھالنے پر آمادہ نہیں مگر کتاب و سنت کے اصل منشاء اور تقاضوں کو اپنی مرضی کے مطابق بدلنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ چنانچہ اگر ان مسٹر اور مسخر قسم کے افراد اور اسلام کے ٹھیکیداروں کا تجزیہ کیا جائے جو اس قسم کی ناپاک کوششوں اور سازشوں میں لگے ہوئے ہیں۔ تو یہ حقیقت کھل کر آ جائے گی کہ ان کا اپنا مبلغ علم صرف چند اردو اور انگریزی کتابوں سے آگے نہیں ہے جو مستشرقین یورپ کی تصنیف کردہ ہیں لیکن لوگوں کو گمراہ کرنے اور اپنے دام فریب میں پھانسنے میں ایسے مشاق ہیں کہ شیطان کے بھی کان کترتے نظر آتے ہیں۔ اور دجل و تلبیس کا ایسا جال بچھاتے ہیں کہ نئی پود اور جدید تعلیم یافتہ طبقے کے بہت کم افراد اس سے بچ کر نکل سکتے ہیں اس کی بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ ہماری نئی پود اور جدید تعلیم یافتہ طبقے کے افراد دین خداوندی اور کتاب و سنت کی صحیح تعلیمات سے قطعی بے بہرہ اور ناآشنا ہیں اور اس لئے کھرے اور کھوٹے اسلام میں تمیز نہیں کر سکتے۔ یہ حضرات ہر اس شخص کو جو اگرچہ مستند عالم نہ ہو اور اس نے کسی باخدا کے سامنے زانوئے ادب بھی تہ نہ کئے ہوں اسلام کا نمائندہ سمجھنے لگتے ہیں۔ نتیجتاً اس روش سے دین کے نام پر بے دینی کی جڑ پھوٹتی ہے اور بالآخر مسلمان والدین کے ہاں پیدا ہونے والوں کے لئے کفر سے کہیں زیادہ مہلک ثابت ہوتی ہے۔ واضح بات ہے کہ کفر کا علم تو سب مسلمانوں کو ہو جاتا ہے۔ اور وہ طبعاً اس سے بچنے کی حتی الامکان کوشش کرتے ہیں۔ لیکن گندم نما جو فروشوں کے دجل و فریب سے اچھے اچھے پڑھے لکھے لوگ بھی نہیں بچ سکتے اس کے برعکس علماء اس صورت کا رونا تو روتے رہتے ہیں اور تقریروں اور وعظوں میں بھی تجدید اسلام کے نام نہاد دعویداروں کو ضرور رگیدتے ہیں مگر فی الحقیقت کچھ بن نہیں پڑتا۔ بس اس صورت حال کے پیش نظر علماء کو چاہئے کہ وہ اپنے تجربات پر نظر ثانی کریں۔ کیا انہیں پتہ نہیں کہ یہ دور تحریر کا دور ہے۔ سائنس کا دور ہے اور جدید علوم و فنون کا دور ہے۔ اس دور میں محض وعظوں اور تقریروں سے کام نہیں چلتا۔ وہ زمانہ گزر گیا۔ کہ جب لوگ اپنی نیک نفسی اور پاکیزگی کی بدولت ایک وعظ سن کر ہزاروں برائیوں سے تائب ہو جاتے تھے۔ اور ان میں نیکی اور بدی کا احساس موجود تھا۔ مگر یہ حس ختم ہو گئی ہے۔ بے حیائی، عریانی اور مغربی زندگی اور مادیت سے گہرے انہماک نے لوگوں کے کردار یکسر بدل دیے ہیں۔ اور خود غرضی اور نفس پرستی اس قدر عام ہو گئی ہے۔ کہ ہر شخص صرف اپنے مفاد میں سوچتا ہے۔ ذاتی اغراض مقدم اور دین مؤخر ہو گیا ہے۔ اور اگر یہ کہہ دیا جائے کہ دینی قدروں کی عزت و عظمت سرے

جامعہ اشرفیہ لاہور کا

سالانہ جلسہ اور دستار بندی

مورخہ ۱۸-۱۹ اکتوبر کو جامعہ اشرفیہ لاہور کا سالانہ جلسہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ مہتمم دار العلوم دیوبند کی زیر سرپرستی نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہو رہا ہے جس میں حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی، حضرت مفتی محمد شفیع صاحب، جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری، شیخ الاسلام حضرت مولانا شمس الحق افغانی اور دیگر اکابر علماء شریک ہو رہے ہیں۔ دستار بندی حضرت حکیم الاسلام دامت برکاتہم اور دوسرے اکابر علماء کرائیں گے۔



۱۸ر رجب المرجب ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۱ر اکتوبر ۱۹۶۸ء

ذکر اللہ ہی روح الاعمال ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد :-
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا (احزاب)

اے ایمان والو! اللہ کو یاد کیا کرو، بہت یاد کیا کرو۔

محترم حضرات! ذکر اللہ کے بزرگوں نے تین طریقے بتلائے ہیں۔
۱۔ صرف زبان ذکر کر رہی ہو۔
۲۔ صرف دل ذکر کر رہا ہو۔ (۳) زبان اور دل دونو ذکر کر رہے ہوں۔

پہلا درجہ ادنیٰ ہے، دوسرا متوسط ہے اور تیسرا درجہ اعلیٰ ہے۔
اسی طرح مراتب ذکر بھی تین ہیں۔
۱۔ وہ ذکر جو غفلت و نسیان کو اڑا دیتا ہے (۲) وہ ذکر جو انسان کو اپنی یاد سے فراموش کر کے ذکر حقانی ہی کے ساتھ وابستہ و زندہ کر دیتا ہے (۳) وہ ذکر جو قیود سے چھڑا کر بقائے شہود تک پہنچا دیتا ہے۔

پس مبارک ہیں وہ لوگ جنہیں ذکرِ ربانی اپنا فریفتہ بنا لے اور وہ اس کے ساتھ وابستہ ہو کر زندہ و پائندہ ہو جائیں اور باعثِ صد مبارکباد ہیں وہ نفوس جو فنائے عالم کا سبق بقائے رب العالم سے سیکھ لیں۔

حضورؐ کا ذکر کی ترغیب دینا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے راستے میں چلے جا رہے تھے۔ آپؐ کا گذر اس پہاڑ پر ہوا جس کو جُمدان کہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا چلو یہ جُمدان ہے اور مفرد سبقت لے گئے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! مفرد کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا جو اللہ کا ذکر بہت کثرت سے کرتے ہیں۔ ترمذی میں اس طرح ہے یا رسول اللہ! مفرد کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا جو اللہ کے ذکر پر زیادہ فریفتہ ہیں۔ اللہ کا ذکر ان لوگوں سے ان کے بوجھ کو ہلکا کر دیتا ہے۔ یہ بروزِ قیامت اللہ پاک کے پاس ہلکے ہو کر آئیں گے۔

سابقین

حضرت معاذ بن جبل نے فرمایا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں چلے جا رہے تھے کہ آپؐ نے فرمایا کہ سابقین کہاں ہیں؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کچھ لوگ چلے گئے اور کچھ پیچھے رہ گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا وہ سابقین کہاں ہیں جو اللہ کے ذکر پر فریفتہ ہیں؟ جو شخص اس بات کو محبوب سمجھتا ہو کہ جنت کے باغات میں چرے اُسے چاہیئے کہ اللہ کے ذکر کی کثرت کرے۔

اللہ کا ذکر کرنے والے ساری خیر لے گئے

حضرت معاذ بن انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضورؐ سے دریافت کیا اور کہا کون سا جہاد اجر میں سب سے زیادہ بڑا ہے؟ آپؐ نے فرمایا جو لوگوں میں سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر زیادہ کرے۔ اس شخص نے پوچھا صالحین میں سے کون ثواب میں زیادہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ جو اللہ کا ذکر زیادہ کرے۔ پھر نماز کا، زکوٰۃ کا، حج کا اور صدقہ کا ہر ایک کا تذکرہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر بات کے جواب میں فرماتے تھے۔ جو لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اے ابو حفص! اللہ کا ذکر کرنے والے ساری خیر لے گئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — ہاں —

مضبوطی سے پکڑنے کی چیز

حضرت عبداللہ بن بسرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! احکام اسلامی بہت ہو گئے۔ آپؐ مجھے ایک ایسی چیز بتا دیجئے کہ میں اس کو مضبوطی سے پکڑ لوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ تیری زبان ہمیشہ ذکر اللہ میں تر رہنی چاہیئے۔

اعمال میں سے اللہ کے نزدیک محبوب عمل

مالک بن یخامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ نے لوگوں سے کہا۔ وہ آخری کلام جس پر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑا ہے یہ ہے۔ کہ میں نے عرض کیا۔ اعمال میں اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب کون سا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ تو اس حال میں وفات پائے کہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔

ابو درداءؓ سے مسند امام احمد میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں آگاہ نہ کروں کہ تمہارے اعمال میں بہتر کیا ہے اور تمہارے درجات میں سب سے بلند تر کیا ہے اور جو سیم و زر کے خرچ سے بھی بہتر ہے، جو اس سے بھی بہتر ہے کہ دشمنوں کو ملو، ان کی گردنیں کاٹو یا وہ تمہاری گردنیں کاٹیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! وہ کیا ہے؟ فرمایا۔ اللہ کا ذکر۔ مسند وغیرہ میں جابر رضی اللہ عنہ

چمن ہائے بہشت

سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا۔ اے لوگو! چمن ہائے بہشت کی سیر کرو۔ لوگوں نے عرض کیا چمن ہائے بہشت کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ ذکر کی مجلسیں ـــ فرمایا۔ صبح و شام ذکر الٰہی برابر کیا کرو۔ تم میں سے جو کوئی یہ چاہتا ہو کہ اپنا درجہ خدا کے ہاں دریافت کرے اُسے لازم ہے کہ اس امر پر غور کرے کہ اللہ کا درجہ خود اس کے دل میں کیا ہے؟ کیونکہ اللہ تعالےٰ بندہ کو ویسا ہی درجہ عطا فرماتا ہے جو اس کے نزدیک اللہ کا درجہ ہوتا ہے۔

مجالس ذکر کی برکت

صحیح مسلم میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو لوگ اللہ کا ذکر کرنے کو "بیٹھتے" ہیں فرشتے ان کے گردا گرد آ جاتے ہیں، رحمت ان پر چھا جاتی ہے، سکینہ اُن پر نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ اُن کا ذکر اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے۔

روح الاعمال

نماز کے متعلق ارشاد ربانی ہے:۔
واقم الصلوٰۃ لذکری۔
نماز کو قائم کر میرے ذکر کے لئے
حدیث شریف میں آتا ہے:۔
وانما جعل الطواف بالبیت والسعی بین الصفا والمروۃ ورمی الجمار لاقامۃ ذکراللہ۔
خانہ کعبہ کا طواف، صفا و مروہ کے درمیان سعی اور کنکریوں کا مارنا ذکر الٰہی کی اقامت کے لئے مقرر ہوا ہے۔

قرآن عزیز میں ارشاد ربانی ہے:۔
فاذا قضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبکم۔ (النساء)
جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کو یاد کرو کھڑے بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے ہوئے۔
فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیراً لعلکم تفلحون (جمعہ)
جب نماز (جمعہ) ہو چکے تب اپنی اپنی جگہ پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل کی تلاش کرو اور اللہ کا بہت بہت ذکر کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ ــــ
ولتکبروا اللہ علیٰ ما ھداکم۔
تاکہ تم اللہ کی بزرگی بیان کرو اس لئے کہ اس نے تم کو ہدایت کی ہے
فاذا قضیتم مناسککم فاذکروا اللہ
جب مناسک پورے کر چکو تب اللہ کا ذکر کرو۔

حاصل ان تمام آیات اور حدیث مذکورہ بالا کا یہ ہے کہ جملہ اعمالِ صالحہ نماز، نماز جمعہ، روزہ، حج وغیرہ کا اختتام بیانِ ذکر پر ہوا ہے اور ذکر الٰہی جملہ اعمال کے ساتھ ساتھ پایا جاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر ہی "روح الاعمال" ہے۔

ذکر اللہ شفا ہے

ابن ابی الدنیا سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اپنے آپ کو لوگوں کے تذکرہ میں مت لگاؤ اس لئے کہ یہ ایک مصیبت ہے۔ تم تو اللہ کے ذکر کو لازم پکڑ لو۔

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم اللہ کے ذکر کو لازم پکڑ لو اس لئے کہ یہ شفا ہے اور اپنے آپ کو لوگوں کے تذکرہ سے بچاؤ اس لئے کہ یہ بیماری ہے۔

حضرت عثمانؓ کا ارشاد گرامی

ابن مبارک سے زہد کے بارے میں روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر ہمارے دل پاک ہوں تو اللہ کے ذکر سے نہ اکتائیں۔

ذاکرین کا جنت میں داخلہ

حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے فرمایا وہ لوگ جن کی زبانیں ذکر اللہ سے تر رہتی ہیں ان میں سے ہر ایک جنت میں اس حالت میں داخل ہوگا کہ وہ ہنس رہا ہوگا۔

افضل الاعمال

حضرت معاذ بن جبلؓ نے فرمایا کہ آدمی کا کوئی عمل بہ نسبت ذکراللہ کے اس کو اللہ کے عذاب سے نجات دینے والا نہیں۔ لوگوں نے عرض کیا۔ اے ابو عبدالرحمٰن! کیا اللہ کے رستے میں جہاد کرنا بھی نہیں ہے؟ فرمایا نہیں ہے۔ مگر اس صورت میں کہ اپنی تلوار سے یہاں تک مارے کہ تلوار ٹوٹ جائے۔ اس لئے کہ اللہ پاک اپنی کتاب میں فرماتا ہے وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَر اور اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ صبح اور شام اللہ کا ذکر کرنا اللہ کے راستے میں تلوار توڑ دینے سے اور بہت زیادہ مال خرچ کرنے سے افضل ہے۔

غرض خلاصہ یہ ہے کہ ذکر اللہ کرنے کی حق تعالیٰ سبحانہٗ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے اور آیات و روایات سے ذکر اللہ کا افضل الاعمال اور روح الاعمال ہونا ثابت ہوتا ہے۔

پس ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ زبان و دل سے ذکر اللہ میں شاغل رہے اور اپنی ہستی کو حق تعالےٰ سبحانہٗ کی رضا میں فنا کر دے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو ذکر اللہ میں ہر گھڑی شاغل رہنے اور مراتب عالیہ پر فائز ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

پروگرام

حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

۱۸ اکتوبر بروز جمعہ دس بجے رات بذریعہ کراچی ایکسپریس روانگی برائے خانپور مدرسہ مخزن العلوم کے سالانہ اجلاس میں شرکت فرمائیں گے۔ انشاء اللہ (حاجی بشیر احمد)

واہ کینٹ میں سالانہ درس قرآن

ہر ماہ کے آخری اتوار کو واہ کینٹ میں جو درس قرآن حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب دیا کرتے ہیں اس کا سالانہ درس ۱۷ نومبر کو صبح دس بجے الحاج چوہدری خوشی محمد کے بنگلہ ۱۵ جامن روڈ واہ کینٹ نزد تھانہ ہو رہا ہے۔

مجلسِ ذکر

۱۷؍رجب المرجب ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۰؍اکتوبر ۱۹۶۸ء

نجات کا سامان

از: حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی
مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:-

فرضی اور نفلی روزوں کا حکم

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔ اس کو جو مسلمان پائے وہ روزے رکھے اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اَلشَّعْبَانُ شَھْرِیْ وَرَمَضَانُ شَھْرُ اللّٰہِ ط شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ کا۔ جو شعبان میں روزے رکھے وہ حضورؐ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں شمار ہوں گے۔ کیونکہ ہم پر لازم ہے کہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ (پ۵ س النساء رکوع ۸ آیت ۵۹) کہ اللہ اور رسولؐ کی فرمانبرداری — تو اللہ تعالےٰ کے حکم سے نماز پڑھتے ہیں۔ پھر ایسے ہی اگر سنتِ رسول اللہؐ کے طور پر کوئی شعبان کے روزے رکھنا چاہے یا شوال کے چھ روزے، تو بہت بڑا اجر اور ثواب ہے۔ اور حضورؐ شعبان کو اپنی طرف منسوب فرما کر اپنا مہینہ اسے قرار دے رہے ہیں یہ کوئی معمولی بات نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں روزے پہ روزہ رکھتے چلے جاتے ہم سمجھتے شاید افطار ہی نہ فرمائیں گے یعنی اب ترک ہی نہ کریں گے، روزے رکھتے چلے جائیں گے اور جب ترک فرماتے، افطار فرماتے، ہم یہ سمجھتے کہ شاید اب رکھیں گے ہی نہیں۔ اور پھر جی چاہتا رکھ لیتے یعنی کبھی دو کبھی چار، کبھی چھ، کبھی آٹھ، کبھی چھوڑ دے، کبھی رکھے مہینہ یوں ہی گذر جاتا۔

رمضان سے پہلے شعبان میں ریہرسل: اور واقعہ یہ ہے کہ آگے رمضان آ رہا ہے۔ گرمی کے رمضان میں تو جتنی ریہرسل (REHEARSAL) ہو جائے بہتر ہے۔ چنانچہ تجربہ اور جتنی تربیت ہو جائے وہ اور بھی بہتر ہے۔ اب تو سردی کے روزے ہیں، مفت کا ثواب ہے۔ نہ بھوک نہ پیاس نہ لینا نہ دینا۔ گرمی کے روزے واقعی برداشت نہیں ہوتے کہ روزہ اسے کہتے ہیں۔ اور وہ ٹریننگ واقعی کام آتی ہے لیکن سردی کیا گرمی کیا، مسلمانوں کو تو ہر وقت اللہ کے حضور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا چاہئے اور جیسے بھی، جو بھی حکم آئے اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا — سردی کیا، گرمی کیا، بہار کیا، خزاں کیا، ہر وقت مسلمان کو راہِ خدا میں سرِ تسلیم خم ہی کرنا چاہئے۔ ع

سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

فقط اسلام ہی انسانیت کے لئے نجات کا سامان مہیا کرتا ہے۔

قرآن کی تعلیمات اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے نجات کا سامان ہیں۔ اور واقعہ بھی یہ ہے کہ انسانیت کے پاس اس سے بہتر پروگرام حیات نہیں ہے، چاہے وہ کمیونزم ہو، چاہے وہ آج کی برطانوی حکومت ہو جسے پارلیمنٹری نظام کہتے ہیں، چاہے وہ امریکی جمہوریت ہو، یہ سب انسانیت کے لئے لعنت ہیں انسانیت ان دو چکی کے پاٹوں کے بیچ میں بلاوجہ پس رہی ہے۔ اسلام کی تعلیمات ہی نجات اور فلاح کا ذریعہ ہیں۔ اس کی گارنٹی اور ضمانت اس لئے دی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس نے مجھے آپ کو اور اس کائنات کو جنم دیا۔ اسی نے ہمارے لئے اس نظامِ حیات کو تجویز فرمایا۔ قرآن میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط (پ ۶ س المائدہ رکوع ۱ آیت ۳)

اللہ نے آپ کے لئے اسلام کا دستور، قانونِ زندگی گذارنے کے لئے پسند فرما لیا، چن لیا۔ اب آپ کی خوش قسمتی ہے کہ اللہ نے آپ کو دولتِ ایمان و اسلام سے نوازا اور بدقسمت ہیں ہمارے وہ بھائی جو انسان ہوتے ہوئے کفر اور شیطنت کا شکار ہیں، طاغوتی نظام میں گرفتار ہیں، کوئی کمیونزم کے اسیر ہیں، کوئی سرمایہ داری نظام میں گرفتار ہیں اور بلاوجہ انسانیت کے لئے وبالِ جان بنے ہوئے ہیں۔

سب سے بہتر زمانہ حضورؐ کا زمانہ تھا

یہ وتینام دیکھئے۔ امریکی جمہوریت ہے، امریکی شیطنت، اور دوسری طرف کمیونزم کی خباثت ہے، اور انسانیت ان دونوں کی چکی میں بلاوجہ پس رہی ہے۔ ناحق ان بیچاروں کے خون کے ساتھ ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ اُن بیچاروں کا مفاد کچھ بھی نہیں ہے۔ دونوں غیر قومیں اپنی اپنی طاقت کا لوہا منوا رہی ہیں۔ اور انسانیت خواہ مخواہ بیچ میں پس رہی ہے۔ پھر بھی ان کی بہادری کی داد دینی پڑتی ہے۔ پہلے فرانس کے ساتھ انہوں نے ٹکر لی اور ان کو اپنے وطنِ عزیز سے نکال باہر کیا۔ اب ان دونوں غیر قوموں نے اپنی قوت کا مظاہرہ شروع کر رکھا ہے۔ اگر یہ دونوں بیچ میں نہ ہوتے کبھی کی جنگ ختم ہو چکی ہوتی، جنگ کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ یہ دونوں نظریے انسانیت کی ہلاکت کا موجب بن گئے اور بالکل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح فرمایا تھا۔ خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ۔ میرا زمانہ سب سے بہتر ہے۔ یعنی حضورؐ کا زمانہ خیر القرون ہے — پھر قرآن میں اللہ نے فرمایا۔ ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (پ۲۱ س الروم رکوع ۴ آیت ۴۱) جوں جوں زمانہ آگے بڑھے گا، خشکی،

ترکی، فضا، خلاء ہر جگہ خدا کی نافرمانی ہوگی اور وہ انسانیت کے لئے ہلاکت کا موجب ہوگا۔

ہمارا زمانہ فتنہ وفساد کا زمانہ ہے

ہمارا زمانہ ہے ہی مفسدات کا زمانہ، ہمارا زمانہ ہے ہی فواحش و منکرات کا زمانہ۔ اور حضورؐ کا فرمان کیسے غلط ہو سکتا ہے؟ خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ۔ میرا ہی زمانہ سب سے بہتر ہے۔ جوں جوں آگے جائے گا اتنا ہی بد سے بدتر ہوگا۔ سو اس لئے ہم عرض کر رہے ہیں کہ آج اسلام ہی نظام عدل و انصاف ہے، میزان اعتدال ہے، آج اسلام ہی ان دونوں نظاموں کے اندر صحیح اور انسانیت کی نجات کا سامان ہے۔ ہمارا فرض ہے اس صراطِ مستقیم پر چلیں، عمل کریں، چاردانگ عالم میں اسلام کا پھریرا لہرائیں، کیمونزم اور اس کے ساتھ ساتھ سرمایہ داری نظام سے اور امپیریلزم (IMPERIALISM) امریکی جمہوریت یا برطانوی پارلیمنٹری (PARLIAMENTARY) نظام سے انسانیت کو نجات دلائیں اور اللہ کے دین کو غلبہ نصیب ہو۔

فرائض سے غفلت

بدقسمتی ہماری کہ ذمہ داری ہماری تو یہ تھی کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (پ ۴ س آل عمران رکوع ۱۲ آیت ۱۱۰) اللہ کے دین کو ساری دنیا میں پھیلائیں نیکی جہاں ہو آپ کے دم قدم سے، بدی جہاں ہو آپ کے دم سے اس کا خاتمہ اور دیس نکالا ہو، قلع قمع ہو، اور اسلام کا بول بالا ہو۔ لیکن افسوس کہ ہم مسلمان منہ میں گھنگنیاں ڈالے بیٹھے ہیں اور فرائض کو نہ کبھی نہ ملکی پیمانے پر نہ ملی پیمانے پر ادا ہو رہے ہیں۔ نہ مصر و ایران، اور انڈونیشیا اور ملائشیا اور اردن شام ادا کر رہے ہیں نہ ترکی، پاکستان اور افغانستان (اِلّا ماشاء اللہ) بعض تحریکیں ہیں جو کچھ نہ کچھ کر رہی ہیں لیکن حقیقی جو بین الاقوامی پیمانے پر اسلامی ملک کو متحد و منظم ہو کر جو دینِ اسلام کی تبلیغ کی ذمہ داری ادا کرنا تھی اس سے وہ ابھی تک سبکدوش نہیں ہوئے۔

جہلاء سے اعراض کیجئے

خیر تو میں انفرادی طور پر عرض کر رہا تھا کہ کتنا اچھا اسلام کا دستور ہے کہ اللہ کا رسولؐ اور اللہ تعالیٰ آپ کو انمول موتی نصیب فرما رہے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے —— خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ○ (پ ۹ س الاعراف رکوع ۲۴ آیت ۱۹۹) اور عفو و درگزر سے کام لیجئے اور لوگوں کو نیک کاموں کی طرف بلائیے اور جاہلوں سے اعراض کیجئے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ○ (پ ۱۹ س الفرقان رکوع ۹ آیت ۶۳) جب جاہلیت سے، جاہلوں سے واسطہ پڑے "میاں سلام ہے، جاؤ اپنے گھر کی راہ لو"۔ یعنی کیوں اپنا سر پھوڑے۔ بھینس کے سامنے بین بجانا اپنی آنکھیں پھوڑنے والی بات ہے۔

صحابہ کرام رضؓ کا احسانِ عظیم

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ (پ ۱۴ س النحل ع ۱۳ آیت ۹۰) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ، دنیا میں عدل و انصاف کا پرچم بلند کرو، دینِ حق کا علم بلند کرو، اسی راستے میں تکالیف اور مصیبتیں آئیں تو بخندہ پیشانی انہیں قبول کرو اور فواحش و منکرات کا قلع قمع کر کے رکھ دو۔ نیکی کو پھیلاؤ، بدی کو مٹاؤ، اللہ کے دین کو غالب کرو اور اللہ کے دین کی نصرت اور غلبے کے لئے تن من دھن سب کچھ قربان کرو۔ صحابہؓ اگر یہ نہ کرتے تو یقین جانیئے ہم آپ تک ایمان نہ پہنچتا۔ آج نہ انڈونیشیا میں اسلام ہوتا، نہ چین میں اسلام ہوتا، نہ ترک مسلمان ہوتے نہ افغان مسلمان ہوتے۔ یہ صحابہؓ کا تابعین کا، تبع تابعین کا، آئمہ مجتہدین کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے اور تا قیامت مجددین، مفسرین، محدثین علماء، شہداء ہم ان کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتوں کی بارشیں نازل فرمائے۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر

سو ان کے صدقے ہمیں ایمان نصیب ہوا۔ ہمیں چاہئے آگے اس دنیا کو پہنچائیں۔ لیکن ہم خود بل کے اندر گھس کر بیٹھ گئے ہیں۔ (جیسے سانپ اپنی بل کے اندر آگیا) اور جو اس کی ذمہ داریاں تھیں کہ دوسروں کو جا کر پہنچاتا، اسلام کی تعلیمات سے دوسروں کے چہروں کو روشن کرتا، دلوں کو منور کرتا، بدقسمتی سے یہ ہماری ایک تاریخی ذمہ داری تھی، ایک ملی فریضہ تھا، اللہ کی طرف سے ہم پر جو ایک اجتماعی ذمہ داری عائد ہوتی تھی وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص (پ ۴ س آل عمران رکوع ۱۱ آیت ۱۰۳) مل جل کر کے ساری دنیا کو ملاپ کی، بھائی چارگی کی دعوت دو۔ اب دیکھئے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ اکیلے پڑھ رہے ہیں تب بھی کہتے ہیں اجتماعی طور پر ہیں تو حافظ، قاری، امام پڑھتا ہے تب بھی یعنی سب مسلمانوں کے لئے، ملت کے لئے دعا کرتے ہیں کہ "اے اللہ! تو ہمیں سیدھی راہ دکھا" قاری جب پڑھتا ہے تو جتنے پیچھے ہوتے ہیں ان سب کے لئے دعا کرتا ہے۔ "اللہ! ہم سب کو سیدھی راہ دکھا"۔ یعنی اسلام تو نام ہی اجتماعیت کا ہے۔ اسلام میں انفرادیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں (اقبال)

سو اس اجتماعیت ہی کا یہ فریضہ تھا کہ سب مل جل کر اللہ کے دین کو غالب کرتے۔ کیا پاکستان اکیلا کوئی بنا سکتا تھا؟ سارے مسلمانوں کے ووٹ تھے، ان کے اتحاد و اتفاق نے پاکستان بنا دیا۔ اگر پاکستان کی

بجائے کچھ اور چاہتے تو وہ بن جاتا۔ اب اگر چاہیں تو اس میں اللہ کا دین غالب ہو سکتا ہے، نہ چاہیں تو نہیں ہو سکتا۔ یہی میری دعوت ہے آج کہ آپ مل جل کر اللہ کے دین کے غلبے کے لئے، اللہ کے دین کی نصرت کے لئے تعزیرات اسلام اور قانون قرآن کو اس ملک میں بالخصوص اور بطور نافذ کریں اور دوسرا قدم ہو ساری دنیائے اسلام میں اور تیسرا قدم ہو سارے عالم میں۔ تاکہ سارے عالم میں اللہ کے دین کا ڈنکا بجے اور غالب ہو۔

مصائب پر صبر کا حکم

اگلی آیت میں فرمایا وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَكَ ط اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ (پ ۲۱ س لقمان رکوع ۲-آیت ۱۷) یعنی آپ ان لوگوں کی طرف سے جو آپ کو ایذا پہنچاتے ہیں، صبر کیجئے اور یہ بہت اونچے اور بڑے کاموں میں سے ایک کام ہے مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ یعنی تکالیف مصیبتیں تو چھوٹے چھوٹے کاموں میں بھی آتی ہے۔ آپ روٹی کماتے ہیں، روزی کماتے ہیں، خون پسینہ ایک کرنا پڑتا ہے۔ چہ جائیکہ اللہ کے دین کے راستے میں اگر تکلیفیں آجائیں تو تو وہ تو اللہ تعالیٰ کی ایک خاص عنایت سمجھ کے قبول کر لینی چاہئیں۔ یعنی جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے۔ خدا کے راستے میں اگر جان جاتی ہے تو جائے۔

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

مال اللہ کے راستے میں قربان ہوتا ہے، اولاد قربان ہوتی ہے، عزت و وجاہت جاتی ہے، تو اس سے بہتر اور کون سا سودا ہے کہ اللہ کے راستے میں ہم قربان ہو جائیں یا اللہ کے راستے میں جان و مال لٹا دیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر پائیں۔ اور سرخرو ہو کر قیامت کے دن اٹھیں۔

غصہ سے پرہیز کا حکم

تو اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (پ ۴ س آل عمران رکوع ۵ آیت ۱۳۴) اگر تمہیں تکلیف آئے، پریشانی آئے، اپنے بھائی تمہیں تنگ کریں تو غصہ پی جاؤ، غصے کو تھوک دو، نہ کہ غصے سے بے قابو ہو کے اپنے آپ کو دیوانہ بنا لو۔ انسان کا صحیح معنیٰ میں پتہ تب چلتا ہے جب اسے غصہ آئے۔ خوشی میں انسان کے صحیح جذبات کا فیصلہ نہیں کر سکتے کہ وہ کیا ہے؟ جب اس کو غصہ آ جائے تب پتہ چلتا ہے کہ یہ واقعی انسان ہے یا درندہ ہے؟ غصہ جب آتا ہے تو انسان بعض دفعہ بھیڑیے سے بدتر ہو جاتا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اگر خدا نے دائیں ہاتھ میں قرآن اور بائیں ہاتھ میں حدیث خیر الانام دے رکھی ہے تو پھر واقعی انسان دنیا کے لئے ابر رحمت ہے۔ اور اگر یہ نہیں تو پھر اس انسان سے، دو ٹانگوں والے جانور سے زیادہ موذی، بدکردار، ظالم، فاسق، فاجر اور دنیا کے لئے مہلک شاید ساری دنیا کے اژدہوں، سانپوں، بچھوؤں اور اسی طرح شیروں نے، بھیڑیوں نے، ہاتھیوں نے اتنے انسان نہ پھاڑے ہوں نہ انسانوں کا اتنا خون کیا ہو جتنا ایک ہیروشیما میں (جاپان کا ایک شہر) ایٹم بم گرا کے ان تمدن کے علمبرداروں نے انسانیت کو خاک سیاہ کر ڈالا (ایک لمحے کے اندر) اب بھلا بتائیے یہ انسان ہے؟ یہ اسلام کو کہتے ہیں تلوار کے زور سے پھیلا، خود ان کا کردار یہ ہے۔ کہتے ہیں چھاج بولے تو بولے چھلنی بولے تو کیا بولے جس میں خود ستر ہزار چھید ہیں۔ یہی انسانیت کے لئے سب سے زیادہ مہلک ہیں، سب سے زیادہ انہوں نے انسانیت کے لئے ہلاکت انگیز ہتھیار اور ایٹم بم بنا بنا کر کے انسانیت کی ہلاکت کا سامان فراہم کیا۔ ادھر یہ کہتے ہیں کہ ہم عدم تشدد کے قائل ہیں کیونکہ ہم عیسائی ہیں۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیمات

حضرت عیسیٰ کی تعلیم انجیل میں یہ ہے کہ اگر کوئی تھپڑ رسید کرے تو دوسرا گال بھی پیش کر دو۔ ایک کپڑا چراتا ہے، دوسرا بھی چرا لینے دو۔ شادی تک نہیں آپ نے کی کہ اللہ یاد کریں گے۔ اور ساری زندگی آپ نے کبھی جہاد نہیں کیا۔ اور ادھر ان کا کردار دیکھ لیجئے کہ یہ عدم تشدد کے قائلین اور حضرت مسیح کی تعلیمات کے عامل۔

انسانیت کے لئے کامل نمونہ حضورؐ ہیں

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سالہ مکی زندگی میں عدم تشدد پر عمل کیا۔ یعنی حضرت مسیحؑ کی تعلیم پر۔ لیکن دس سالہ مدنی زندگی کے اندر، حضرتؒ فرمایا کرتے تھے ۲۷ غزوات لگتے ہیں، ہر مہینے میں ایک غزوہ اوسطاً آتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جس میں خود بنفسِ نفیس شریک ہوئے ہیں۔ یہ انسانیت کے لئے ایک کامل نمونہ ہے، جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روپ میں ہمیں اللہ نے عطا فرمایا، کہ ایک مصلح، ریفارمر (REFORMER) کو اگر کوئی ضرورت پیش ہو اپنے لئے اسوہ یا نمونہ ڈھونڈنے کی تو حضور کی زندگی میں کامل نمونہ ہے۔ ایک شب بیدار، باللیل رُھبان اور بالیوم فرسان، دن کو گھوڑے کی پیٹھوں پر بیٹھ کر جہاد اور رات کو اللہ کے حضور مصلے پر کھڑے ہو کر اللہ کو یاد کرتے ہیں، یہ کردار اگر دیکھنا ہو تو حضورؐ کی ذاتِ اقدس میں آپ کو ملے گا۔

حضورؐ ہر حیثیت سے ہمارے لئے اسوہ ہیں

پھر ایک نہیں کئی کئی شادیاں کر کے کس طرح توازن اور عدل و انصاف قائم کیا جا سکتا ہے۔ جس کسی نے شادی نہیں کی تو ایک شادی شدہ انسان اس میں اپنے لئے کیا اسوہ اور نمونہ ڈھونڈے گا؟ گوتم بدھ نے ساری زندگی شادی نہیں کی۔ ایک تاجر، ایک سپہ سالار، ایک شادی شدہ باپ، اس کی اپنی زندگی کے اندر اور اس کے لئے کیا اسوہ اور نمونہ ہے گوتم بدھ میں؟ حضرت مسیحؑ میں؟ اسی طرح میں کہتا ہوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک

(باقی صک پر)

قرآنی قصوں کی حقیقت اور افادیت

مولوی فضل الرحمٰن، بٹل ضلع ہزارہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ علمی دنیا میں آپ کو جو مقام حاصل ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ تفقہ فی الدین اور قرآن فہمی کی جو وافر دولت خداوند کریم نے آپ کو ودیعت فرمائی ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔

آپ نے تدبر فی القرآن کے خداداد ملکہ اور بصیرت سے قرآنی دعوت کو چار انواع پر مشتمل قرار دیا ہے اور وضاحت فرمائی ہے کہ وہ چار ذرائع جن کی بنیاد پر قرآن نے از اول تا آخر دعوت الی الحق کا اہتمام کیا ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ تذکیر بآیات اللہ

یعنی کائنات ظاہری ارضی و سماوی کی جملہ اشیاء، اجزاء و اجرام، ان کے باہمی ربط اور کی ساخت و پرداخت حیاتِ انسانی کے لئے ان کی افادیت اور اہمیت کو اجاگر کر کے باور کرانا کہ یہ لا محدود کارخانۂ عالم یونہی یکایک از خود معرضِ وجود میں نہیں آ گیا۔ بلکہ اس کو قائم کرنے اور چلائے رکھنے والی ایک طاقت ہے اور وہ ہے اللہ تعالےٰ۔

۲۔ تذکیر بآلاء اللہ

ان احسانات و عنایات کو ایک ایک کر کے جتلانا جن سے ذاتِ خداوندی نے بن مانگے اور بے طلب نوازا ہے۔ اور ان انعامات و اکرامات کی تحریص پیدا کرنا جو کہ احسانات کا حق شکر گذاری ادا کرنے کی شرط پر دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔

۳۔ تذکیر بما بعد الموت

ان حالات کا قبل از وقت صحیح نقشہ ذہن میں اتارنا جن سے نیک عملی اور بدعملی کے نتیجہ کے طور پر بعد از مرگ انسان کو دوچار ہونا ہے۔

۴۔ تذکیر بایّام اللہ

ماضی کے ان عبرتناک، نصیحت آموز واقعات و واردات کو قصص و حکایات کے طور پر سامنے لانا کہ مولائے قہار و غفار نے راستبازوں اور نیک شعاروں کو عزت و اکرام کے کس بام پر پہنچایا اور بدکرداروں اور کجرؤں کو ذلت و رسوائی کے کن دنیاوی گڑھوں میں دھکیلا۔

دعوت و تذکیر کی ابتدائی تین صورتوں کے ساتھ یہ آخری نوع کی تذکیر کی غرض و غایت یہ ہے کہ خدا کا نافرمان انسان، اپنے ماضی کو سامنے رکھ کر اپنے حال کی اصلاح کرے۔ کیونکہ حال کی اصلاح ہی خوش آئند مستقبل (بعد از مرگ) کی پختہ ضمانت ہے۔

قرآن کے نزدیک، فسق و فجور اور تقوٰے و طہارت انسان کی دو حالتیں ہیں۔ جن میں پہلی حالت وہ ہے جو فطرت کے خلاف اور جس کا ارتکاب عذاب خداوندی کو دعوت دیتا ہے۔ دوسری حالت عین فطرت ہے جس کو اختیار کرنا خدا کے فضل و کرم کا دنیا و آخرت میں اپنے آپ کو مستحق بنانا ہے۔

قرآن مجید نے عہد گذشتہ کے انسانوں کی دونوں حالتوں کو ایک آئینہ بنا کر زمانہ حال کے انسانوں کے سامنے رکھ دیا ہے۔ فاقصص القصص لعلھم یتفکرون۔ آپ قصے سنایا کریں تاکہ وہ غور و فکر کریں۔ قرآن کریم کا جو بڑا حصہ اقوام سابقین کے قصص و واقعات پر مشتمل ہے وہ نہایت اہم اور توجہ طلب ہے۔ اس لئے کہ ان قصوں میں اقوام عالم کے عروج و زوال کی داستانیں سنائی گئی ہیں اور بنی نوع انسان کو بتلایا گیا ہے کہ قومیں کب بنتی ہیں کب بگڑتی ہیں، کیسے اٹھتی اور کیسے گرتی ہیں۔ کیونکر عروج و ارتقاء کی منزلیں طے کرتی ہیں اور کیونکر زوال و انحطاط کی گہرائیوں میں اترتی ہیں —

قصص کو تہذیب نفس اور اخذ نتیجہ میں بڑا دخل اس وجہ سے ہے کہ انسان واقعات کو قرائن کے ساتھ سنتا ہے تو ان کا ایک نقشہ انسان کے سامنے آ جاتا ہے۔ اور اس طرح قدرتی طور پر طبیعتیں زیادہ متاثر ہوتی ہیں۔

قرآن پاک میں قصوں کا جو اسلوب بیان رکھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ کوئی واقعہ اپنی جملہ تفصیلات و متعلقات کے ساتھ ایک جگہ بیان نہیں کیا گیا بلکہ موقع بموقع حسبِ ضرورت اس کے کچھ کچھ اجزاء بیان ہوتے ہیں۔ اس روش میں قرآن عام تاریخی کتب اور قصوں کی طرح دل کو لبھانے اور ذہنی تعیش کو تسکین دلانے والی محیر العقول مبالغہ آمیز اور دور از کار تفصیلات و کوائف بیان نہیں کرتا کہ عوام الناس کے سطحی مذاق اور سفلی جذبات کی سیرابی کا سامان ہو۔ بلکہ سنجیدگی اور متانت کا دامن تھام کر صرف وہی پیرایہ اختیار کئے ہوئے ہے جو زیادہ سے زیادہ نتیجہ خیز اور عبرت و نصیحت کا حامل ہے۔ اور جس میں غلط روایات کی تردید اور اصل واقعات کی تائید کی گئی ہے۔ لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب۔

قصص کے بارے میں قرآن کے مقصود کو بالائے طاق رکھ کر جب عہد نبوت اور خلافت راشدہ کے بعد مسلمانوں نے اسلام کا بخشا ہوا دل و دماغ کھو دیا تو انہوں نے قرآنی قصوں کی طرف کچھ ایسی توجہ کی کہ یہودیوں اور نصاریٰ سے سنی ہوئی بے بنیاد باتوں کو بھی ان میں شامل کر کے اسرائیلی اوہام و خرافات میں قرآنی جوہر پاروں کو ایسا خلط ملط کر دیا کہ بعد میں آنے والے عامۃ المسلمین (باستثنائے چند) ایسے قصوں کو سراسر

قرآنی ہی تصور کرنے لگے۔

آج ہمارے لٹریچر میں ایسی بیشمار کتابیں موجود ہیں جن پر قرآنی قصص کا لیبل لگا ہوا ہے اور جن کی اشاعت سے مصنفین، ناشران اور تاجران تو خوب خوب نفع اندوز ہو رہے ہیں۔ لیکن ایسی کتابیں نہ ہونے کے برابر ہیں جن میں صرف قرآنی آیات اور نبوی ارشادات سے قصوں کو مرتب کیا گیا ہو۔ جن سے اخلاقی نتائج اخذ کئے جا سکتے ہوں اور جن سے اپنی انفرادی اور اجتماعی حالت سدھارنے اور سنوارنے میں مدد مل سکتی ہو۔

اتنا ہی نہیں بلکہ قصہ نویسوں کی طرح، فسانۂ آدمؑ، قصۂ یوسف زلیخا، اور قصص الانبیاء کی مقبولیت اور بازار میں مانگ سے متاثر ہو کر صحیح اسلامی ذوق و بصیرت سے محروم قسم کے نام نہاد بعض مفسرین نے اپنے مذاق کی تسکین کے لئے قرآنی قصص کا ایسا منصوبہ بنایا کہ الامان . . .

یار لوگوں نے تو کوشش کر کے حکایات و قصص کی تمام کڑیاں عمدہ ناولوں یا الف لیلہ، ہزار داستان، قصۂ چہار درویش اور گل بکاؤلی کے افسانوں کی طرح مربوط کر دیں یا اسرائیلیات کی آمیزش سے ان میں چاشنی اور جاذبیت پیدا کر کے پڑھنے والوں کو عش عش کرنے اور لطف اندوز ہونے کا سامان مہیا کر دیا —— اور اس طرح ان کی قصہ گوئی اور تفسیر نویسی کا بھی خوب خوب چرچا ہوا اور جیبیں بھی گرم ہوئیں۔

لیکن اب اغیار اور غیر اسلامی دنیا کو کون سمجھائے کہ قرآن قصوں کی کتاب نہیں بلکہ ایک انقلابی کتاب ہے جس کا ہر ہر لفظ انقلاب کا داعی ہے اور جس کی ہر ہر سطر سے انسانی زندگی کو راہنمائی ملتی ہے ان جعلی و جھوٹی روایات، —— بے سر و پا کہانیوں، نیرنگیوں، رنگینیوں اور بوقلمونیوں کا اسلام ذمہ دار نہیں ہے۔ اسلام اور قرآن چیستان نہیں بلکہ اسلام کا دامن تمام بے دلیل اور نازیبا باتوں سے پاک ہے۔ اگر اسلام کی دعوت کا دائرہ کار دیکھنے کی تمنا ہے تو اس کے لئے قرآن و احادیث کا دفتر ہمہ اوقات کھلا پڑا ہے۔ آیئے اور بے داغ دعوت کی داد دیجئے۔

برکاتِ ذکر

ع۔ق۔۔۔گوجرہ

ذکرِ الٰہی کا حقیقی نفع تو یہ ہے کہ وہ انسان جو خداوند تعالےٰ سے غافل، دُور اور لاتعلق ہوتا ہے۔ ذکر اللہ کی کثرت اتباعِ سنت، محبت و صحبت شیخ سے ماسوا اللہ سے قلبی انقطاع حاصل کر کے اور غیر اللہ سے مکمل طور پر کٹ کر واصل باللہ ہو جاتا ہے اور مرتبہ احسان سے مشرف ہو کر دائمی حضور۔ دوام آگاہی اور یاد سے سرفراز ہو جاتا ہے۔ رسمی اور تقلیدی ایمان کی بجائے اس کے حق میں تجلی ذاتی دائمی متحقق ہو کر دائمی مشاہدہ اس کا حال بن جاتا ہے ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے "اگر میں ایک لحظہ کے لئے بھی خداوند تعالیٰ کو نہ دیکھوں تو میں مر جاؤں" یہ رویت تو نہیں کیونکہ رویت تو اس دنیا میں ممکن نہیں لیکن کالرویت ضرور ہے۔ تصوف میں اسی کو عین الیقین کہتے ہیں۔ غیر اللہ کا کامل استتار، غیر اللہ سے تمام امید و بیم کا منقطع ہو جانا۔ دل کے آئینے سے ماسوا اللہ کی گرفتاری کا زنگ اتر کر اس شیشے کا تجلیاتِ الٰہی کا مورد بن جانا عین الیقین کے حصول کا مقدمہ، پیش خیمہ ہے۔ یہی عین الیقین جب حال سے گذر کر مقام بن جاتا ہے تجلی برقی جب تجلی ذاتی دائمی بن جاتی ہے تو اس کو یادداشت کہتے ہیں۔ نسبت مسلسلہ اسی کا نام ہے۔ صاحبِ یادداشت نیت کرے یا نہ کرے اس کا ہر کام اخلاص پر مبنی ہوتا ہے، ریار کی جڑ اکھڑ جاتی ہے، ایمان محفوظ ہو جاتا ہے ——

ذکر الٰہی کا اصل نفع تو اسی نسبت مسلسلہ کا نصیب ہو جاتا ہے لیکن اس اصل نفع کے ساتھ کچھ اور اضافی فائدے بھی سالک کو حاصل ہو جاتے ہیں۔ جو درج ذیل ہیں:۔

۱۔ ذاکر شاغل شخص کو فراستِ صادقہ نصیب ہو جاتی ہے ایسا شخص بالعموم دھوکا نہیں کھاتا۔ اس کا مشورہ صحیح اور رائے صائب ہوتی ہے۔

۲۔ عقلِ سلیم جذباتِ سفلی کے بندھنوں سے آزاد ہو کر اس کی رہنمائی کرتی ہے۔

۳۔ رویائے صالحہ نصیب ہوتے ہیں اولیاء اللہ کی زیارت ہوتی ہے

۴۔ عامۃ الناس اولیاء اللہ کے مزارات کی صرف زیارت کر کے واپس آ جاتے ہیں لیکن ذاکر شاغل صاحب نسبت شخص اولیاء اللہ کی ارواح سے استفادہ بھی حاصل کرتا ہے۔

۵۔ گھر میں برکت ہو جاتی ہے۔ گھر وَتَبَارَكَ اسْمُكَ کا صحیح مصداق بن جاتا ہے۔

۶۔ ایسا شخص اگر لغزش کرتا ہے تو فوراً تنبیہ ہوتی ہے۔

۷۔ اطمینان و سکون قلب نصیب ہوتا ہے۔ جو لاکھوں روپوں کے مالک کو نصیب نہیں۔ اس درویش کی جھونپڑی میں وہ نورانیت اور سکون نظر آتا ہے جو بڑے بڑے امراء، رؤسا کے ہاں مفقود ہے۔

۸۔ بعض اوقات ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ بجلی فیل ہو گئی تمام شہر میں گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا لیکن ذاکر شاغل شخص کے جسم کے ارد گرد خفیف لطیف نورانیت جسم کی آنکھوں سے نظر آتی ہے۔

۹۔ ایمان محفوظ ہو جاتا ہے جو کسی مشکک کی تشکیک سے زائل نہیں ہوتا۔

۱۰۔ ایسے شخص کے لئے حسن خاتمہ انشاء اللہ تعالےٰ یقینی ہے۔

مغرب کے دجل سے مشرق کو خبردار ہونے کی ضرورت

حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی
ترجمہ: حافظ محمد عبداللہ ایم۔اے گورنمنٹ کالج مری

آج پوری کی پوری اسلامی دنیا بلند اسلامی اقدار اور عظیم انسانی اخلاق کے مطابق مسلمان پود و نسل کی تربیت کے سلسلے میں غفلت اور بے اعتنائی کا شکار ہے۔ مغرب سے آنے والی ہر چیز کی اندھی جاہلانہ تقلید کی ایک لہر عالم و دنیا کے تمام حصوں میں سر اٹھا رہی ہے۔ اور یہ موج اول تو اپنا کام کر چکی ہے بصورتِ دیگر قریب ہے کہ حیاتِ اسلامی کی میراث اور مشرقیت کی قابلِ احترام روح چھین لے۔ اور اب ہم اس پر کفِ افسوس ملنے لگے ہیں اس لئے کہ اس کے تلخ ثمرات و نتائج سے دوچار ہو رہے ہیں۔ اور اپنے دشمنوں کی شدید ضربوں کا سامنا کر رہے ہیں۔ گذشتہ جون کی ناکامی اس نقصان اور تلخ حقیقت کا ایک حصہ ہے۔ عالم اسلام کچھ عرصہ پیشتر یقیناً بے توجہی، سستی اور جہالت کا نشانہ تھا۔ انہی اسباب نے مغربی اقوام و ممالک کے مقابلے میں اسے پس ماندہ اور کمزور بنا دیا۔ چنانچہ تجرباتی علوم میں مہارت اور قدرت کی قوتوں کی تسخیر کی کوشش کی طرف مشرق نے توجہ مبذول نہ کی تاکہ اس کے مختلف حصوں کو عصرِ حاضر کے چیلنجوں کے مضبوط و شایانِ شان جواب کی قدرت حاصل ہو۔ اور مغربی استعمار کی غارتگری کا بھی مقابلہ کر سکیں۔ صرف اسی بنا پر مسلمان راہنماؤں نے لوگوں کو جھنجھوڑا اور جمہور مسلمانوں کی ہمتوں کو بیدار کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ طاقت و علم کے ذرائع حاصل کریں تاکہ مشرقی ممالک ایسی سرزمین بن کر نہ رہ جائیں جس سے صرف مغرب ہی نفع اندوز ہو اور اپنے ملکوں کی فلاح و بہبود کے لئے اسے ذخیرۂ خوراک سمجھ لے۔ اس لئے کہ اس وقت کچھ نہیں ہو سکتا۔ جب کہ بڑھتے ہوئے مغرب نے مشرقی اور اسلامی سلطنتوں پر اپنا تسلط قائم کر لیا اور پنجۂ استبداد گاڑ دیا ہو، بھلا پھر وہ کیسے ان علاقوں اور اقوام کی آزادی اور استقلال اور ان کا مستقبل ان کے اپنے ابنائے وطن کے ہاتھوں میں چھوڑ کر جا سکتا ہے۔

پھر مغرب اور اس کے وفادار تلامذہ نے، مشرق اور اسلام کے خلاف اپنی دیرینہ پوشیدہ شرارتوں کی بناء پر اپنے سامراجی اور مادی منافع کے حصول کے لئے مشرق میں علمی و تجرباتی بیداری کی ضرورت کے نام پر مشرقی شعور کو دھوکا دیا۔ اور قوت و ترقی کے حصول کے لئے اپنی پکار کو آلۂ کار بنایا۔ ان کی رائے میں جالب منفعت اور حکمرانی کے لئے یہ ایک عمدہ اور ذی ثروت میدان تھا۔ اس غرض کے لئے مغرب کا سب سے بڑا نشانہ مسلمان اور مسلم ممالک تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی دنیا آزمائش اور بے حد شدائد میں مبتلا ہوئی۔ یہ مشقتیں دین و ثقافت کی راہ کی بھی تھیں اور عقل و فکر کی گمراہی کی بھی۔ اور عالم اسلام مغرب کی اسلام دشمنی کا سب سے بڑا ہدف بن گیا۔

مغرب کی دسیسہ کاریوں اور اس کے شاگردوں کی ریشہ دوانیوں نے دنیائے اسلام پر بہت بڑا ظلم کیا اور لوگ مغرب سے آنے والی ہر چیز کا درست و نادرست اور پاک و ناپاک کے درمیان امتیاز اور ہر نووارد چیز کے ظاہر و باطن اور اندر باہر کے درمیان فرق کئے بغیر بڑی سادگی، محبت اور خلوص کے ساتھ استقبال کرنے لگے۔

عالم اسلام اس خوفناک ثقافتی و فکری تجربہ کے دوران ایک عجیب دور سے گذرا۔ یہ ایک ایسا تجربہ تھا جس نے امتِ مسلمہ کو بے شمار خصائص سے محروم کر دیا۔ اور دوسری نئی خصوصیات نے ان کی جگہ لے لی۔ عالمِ اسلام میں ایسے جدید نظریات، نئے افکار اور نرالے رجحانات، میلانات، اور نقطہ ہائے نظر پھیل پڑے۔ جن سے وہ اس سے پہلے روشناس نہیں ہوا تھا۔ یہ تجربہ بلاشک وشبہ ایک مہیب ثقافتی و فکری تجربہ تھا۔ اگر بات صرف اسی قدر ہوتی کہ مشرق، مغرب سے صرف ان علمی و تجرباتی اکتشافات اور فطرت کی طاقتوں کی تسخیر میں استفادہ کرے جن میں اسے ایک گونہ فضیلت حاصل ہے۔ تو یہ پسماندہ و کمزور مشرق کے لئے اچھا تھا کیونکہ یہ مشرق کے اندر زندگی کی روح دوڑانے اور قوت و علم اور کائنات کے اسرار و غوامض کی نقاب کشائی کا ضامن ہوتا اور یہ ایک ناگزیر ضرورت بھی تھی مگر افسوس کہ معاملہ یہاں تک ہی نہ رکا بلکہ ایک معیوب سطحی تقلید کے روپ تک تجاوز کر گیا جس میں دناءت، جہالت اور چھچھورا پن سا پیدا ہو چلا اور سنجیدگی، پختگی اور وقار نام کو نہ تھا۔ چنانچہ یہ تقلید مغرب کے صرف ظاہری رنگ روپ اور بیرونی مظاہر، معمولی اور گھٹیا کاموں میں اختیار کی گئی۔ باقی جہاں تک طاقت، علم اور مغربی ایجادات و اختراعات کے نفع بخش پہلوؤں کا تعلق ہے مشرق ان میں بہت حد تک صفر رہا۔

بنا بریں مشرق میں زندگی کے تمام شعبوں میں عجیب و غریب تضاد اور پھوٹ پڑ گئی۔ جن میں نئی پود نے پرورش پائی ہے۔ اور آئندہ بھی اسی قسم کے حالات میں پروان چڑھیگی اور مغرب کی تقلید میں اس پر جو گذری اور جس جہالت و کم عقلی کا شکار ہونے کے باوصف مشرق نے

مغرب سے اپنا خالص رشتۂ وفا و محبت قائم رکھا۔ جب تک ان نقصانات سے خبردار نہیں ہوگا جدائی اور علیحدگی کے یہ رجحانات اس پر ہمیشہ مسلط رہیں گے۔

مغرب نے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے مشرق میں دو طریقے اختیار کئے۔ ایک تو اس کے وہ تلامذہ ہیں جو اس کے مدارس سے فارغ ہوئے اور ان چشموں سے سیراب ہوئے جو مغرب نے اس غرض کے لئے بنائے تھے۔ دوسرا راستہ ان بے شمار ادبی و ثقافتی اصطلاحات اور الفاظ کا ہے جو مغرب نے سادہ لوح، پس ماندہ عوام کی دھوکہ دہی اور مشرقی اذہان کے شکار کے لئے اختیار کئے۔ اور یہ نسبتاً زیادہ مضبوط راستہ ہے۔ آج مغرب کے یہ وفا شعار شاگرد اسلامی دنیا کے تمام حصوں میں اپنے شیطانی مقاصد اور مغرب کی جن استعماری و استبدادی اغراض کے لئے یہ الفاظ و مصطلحات استعمال کرتے ہیں خواہ وہ راسمالیت ہو یا اشتراکیت۔ تو یہ سبھی نام یعنی رذیل اغراض کی مختلف شکلیں ہیں۔ چنانچہ ان کے ہاں ترقی پسندی، آزادی، فن اور تہذیب و ترقی کے الفاظ اس ضمن میں مستعمل ہیں۔ لیکن ان سے کیا مراد ہے۔ کیا یہ خیر و بھلائی کے کاموں میں پیش قدمی ہے۔ کیا آزادی سے مراد فتنہ و فساد اور شر کے پنجہ سے آزادی ہے۔ کیا لفظ "ترقی" سے ان کا مقصود مطلقہ بزرگی کی طرف ترقی ہے۔ اور کیا لفظ "تہذیب" بول کر وہ اخلاقی تہذیب اور سیرت و کردار کا حسن و جمال مراد لیتے ہیں؟ نہیں بلکہ ان کی مراد ان میں سے کوئی ایک بھی نہیں۔ یہ تو صرف قدیم روایات سے انحراف ہے۔ کیونکہ یہ ان کے نزدیک پسماندگی ہے۔ تو وہ صرف ہر قابل احترام تقلید سے اعراض کے درپے ہیں کیونکہ یہ ان کے نزدیک قید و پابندی ہے۔ باقی جہاں تک فن کا تعلق ہے وہ تو بے حیائی اور فحاشی کا دوسرا نام ہے۔ اسی طرح تہذیب و ترقی کی اصطلاحات بھی ان کے نزدیک معاصر دنیا میں ہر رائج اور آئے دن رواج پانے والے کافرانہ و فاسقانہ مادی اسباب و وسائل اختیار کرنے کے لئے ایک بہانہ ہیں۔

فریب میں مبتلا کرنے والی ان اصطلاحات اور تراکیب نے امتِ مسلمہ اور تمام مشرقی اقوام پر بہت بڑا ظلم کیا اور بہت بڑا دھوکا دیا ہے اور انہیں ان کی ملّی خصوصیات، ان کے متبرک شعائر اور پاکیزہ زندگی کے اساسی اثاثہ سے دور کر دیا ہے۔ یہ سب دراصل مغرب کے جدید کامیاب ثقافتی و نظریاتی حربے ہیں۔ جن سے آگہی حاصل کرنا اور فریب خوردہ نہ ہونا مشرق کے لئے لابدی ہے۔ مشرق کو لازمی طور پر یہ جان لینا چاہئے کہ نیکی و بھلائی کا باقی ماندہ حصہ اور شرافت و بزرگی کی محبت اس میں برابر قائم رہے گی۔ اسی لئے مغرب اور ان کے پیرو یہ الفاظ و اصطلاحات آلۂ کار بناتے ہیں۔ انہیں اس کا بخوبی علم ہے کہ اہل مغرب جب تک فریب خوردگی اور دجل و تلبیس کا شکار نہ ہوں شر سے برابر گریزپا رہیں گے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ یہ الفاظ و تراکیب اُن خوشنما مہروں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے جن کے پس پردہ یہ منافق اس لئے چھپے ہیں کہ اقوام مشرق کے اندر اباحت و تشکیک اور ذلت و رسوائی اور فساد پیدا کر دیں اور اس طرح انہیں ایسے معاشروں میں تبدیل کر دیں جو بے قیمت ہونے کے علاوہ زندگی کے ہر متبرک عنصر سے یکسر محروم ہوں۔ وہ آہستہ آہستہ کامیابی سے ہمکنار ہو رہے ہیں۔ اور عالم اسلام بھی آہستہ آہستہ ان کی کوششوں سے زمانے کے رُخ کے ساتھ ساتھ ایمان اور بلند ترین مشرقی میراث سے محروم ہو رہا ہے اور عوام بھانپ نہیں سکتے کہ ان کے گرد و پیش میں شیطان کے کیا کیا جال تنے ہیں۔

ہمیں یہ جان لینا ضروری ہے کہ جمہور مشرق نے آج مشرقی ممالک کی کرسیٔ اقتدار پر براجمان مغربی زعماء اور ان کے شاگردوں کو جس اعتماد کا یقین دلایا ہے وہ کوئی ایسی سستی متاع نہیں جسے ہر جانے والے کے ہاتھ بیچا جا سکے اور یہ کہ وہ عظیم قائدانہ ذمہ داری جس کا بیڑہ ان طوطا چشم ذلیل رہنماؤں نے اٹھا رکھا ہے۔ ایسی آسان و معمولی چیز نہیں جو ہر طلبگار کو داد و دہش کے طور پر دی جا سکے۔

اس ضرورت کا انکار یقیناً ناممکن ہے کہ یہ قیمتی تحریکِ بیداری اور یہ عظیم ذمہ داری صرف انہی اصحاب کو سونپی جاتے جن میں اپنی امت (مسلمہ) کے لئے سچا خلوص، تاریخ اور زندگی میں اس کی نبوت کے پرچار کے لئے سچی صفتِ امانت اور اس کے دین اور نبوی میراث کے تقاضوں کے لئے سچی وفا ہو۔

لیکن یہ امر کس قدر افسوس ناک اور رنج و ملال کا باعث ہے کہ مشرق اور مسلم عوام کے معتبر حضرات اور اقتدار کے مناصب اور مراتب کے لئے ان کی قلابازیاں ایک ایسی ناقابلِ اعتناء اور معمولی شے بن کر رہ گئی ہے کہ ہر سر پھرا منافق چوروں کی طرح اس پر قابض ہو جاتا ہے اور پھر اس اقتدار کو دشمنوں اور مخالفوں کے لئے حیلہ و وسیلہ بناتا ہے۔

جب تک مشرقی عوام اپنی گراں مایہ میراث کی پاسبانی نہیں کریں گے اور ہر کہ و مہ کے لئے اسے سستا کرنے سے پہلوتہی نہیں کریں گے۔ ان فتنہ پرداز قائدین کی قید سے آزادی اور اس برائی سے جو آج ساری کی ساری اسلامی دنیا کو اپنی زد میں لے چکی ہے چھٹکارے کی کوئی امید نہیں۔

"ضرورت استاد"

دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے ایک بی۔ ایس سی یا ایف۔ ایس سی استاد کی فوری ضرورت ہے۔ تجربہ کار حضرات کو ترجیح دی جائے گی۔

۳۰ ستمبر تک زیر دستخطی کو درخواستیں پہنچ جائیں۔ قریب کے حضرات بالمشافہ گفتگو کر سکتے ہیں۔ رہائشی سہولت کے ساتھ معقول تنخواہ دی جائے گی۔

(حافظ فیوض الرحمٰن الفرقانی ایم۔ اے (انتظامی) پرنسپل فاروق کالج لیاقت آباد (وحدت) ماڈل ٹاؤن لاہور)

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

درس قرآن

منعقدہ ۲۷ اگست ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(۲)

حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ جن کے متعلق حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عشرہ بشرہ میں سے ہیں اُن دس خوش بختوں میں سے ہیں جن کو حضور رصلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں فرمایا اَبُوْبَکْرٍ فِی الْجَنَّۃِ ط عُمَرُ فِی الْجَنَّۃِ ط عُثْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ ط عَلِیٌّ فِی الْجَنَّۃِ ط حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دنیا میں جن کو جنتی ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیا۔ حضرت عثمان رضؓ بھی ان میں سے ہیں۔ اور حضرت عثمانؓ کو ذی النورین کہا جاتا ہے کہ دو لختِ جگر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کے نکاح میں آئی تھیں، باری باری پہلے ایک صاحبزادی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فوت ہو گئیں تو آپؐ نے دوسری آپؓ کے عقدِ نکاح میں دیں۔ اور دوسری کے وصال کے بعد فرمایا کہ عثمانؓ! اگر میری تیسری بچی ہوتی تو وہ بھی تیرے نکاح میں دے دیتا ـــــ اس حد تک بلند مقام کے مالک، مشکوٰۃ کی حدیث ہے وہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تھے تو آتا ہے کہ وہ قبر پر کھڑے ہو کر اتنا روتے تھے ـــــ حَتّٰی تَبُلَّ لِحْیَتَہٗ۔ یہاں تک کہ آپؓ کی داڑھی کے بال بھیگ جاتے تھے۔ آپؓ سے کہا گیا کہ آپ جنت اور دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو نہیں روتے اور قبر کے پاس آپ کھڑے ہو کر رو پڑتے ہیں۔ تو فرمایا اَلْقَبْرُ اَوَّلُ مَنَازِلِ الْاٰخِرَۃِ ط قبر جو ہے یہ قیامت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اس میں انسان اگر اللہ کے عذاب سے بچ گیا تو پھر باقی منازل آسان ہو جاتی ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قیامت کی زندگی پہ اتنا یقین تھا۔ اللہ تعالےٰ

کے جتنے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم ہیں انہوں نے اپنی اپنی امتوں کو اس چیز سے ڈرایا۔ یہ عقیدہ بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے۔ چنانچہ یونس علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب تشریف لائے تو اس وقت آپؑ کی قوم کے اکثر لوگ بابل اور نینوا میں آباد تھے۔ اور وہ ستارہ پرستی، کواکب پرستی میں مبتلا تھے۔ آپ نے ان کے سامنے قیامت کا مسئلہ پیش فرمایا اور بتایا کہ یہ لیل و نہار، یہ شمس و قمر یہ سارے کے سارے تمہارے تابعدار اور مطیع ہیں اگر تم نے اللہ تعالےٰ کی بات کو قبول کر لیا تو تمہارے لئے قیامت بہتر ہو گی ورنہ تمہاری قیامت برباد ہو گی ـــــ سب سے بڑا مسئلہ جس نے قوموں کے رخوں کو پھیرا اور قوموں میں، امتوں میں اور ملتوں میں اللہ تعالےٰ نے جس کے ذریعے سے انقلاب پیدا کیا وہ قیامت پر یقین تھا۔ اس لئے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا اُس میں بہت بڑا ذخیرہ قیامت کے متعلق ہے۔ اور ہمارے اس عقیدے پر مستقل کتابیں موجود ہیں۔ حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ نے علامات قیامت پر ایک پورا رسالہ لکھا ہے۔ فارسی میں وہ تھا۔ اس کا اب اردو میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ انہوں نے بتائیں قیامت کی علامات کون کون سی ہیں۔ اور ہماری حدیث کی ہر کتاب میں "باب علامات القیامۃ" کا ذکر ہے۔ کہ قیامت پر اگر یقین رکھا جائے گا تو ہماری ساری کی ساری پریشانیاں بھی دور ہوں گی اور ایک انسان صحیح طور پر اپنے آپ کو مسلمان بنانے کی کوشش کرے گا تاکہ وہ

ابد الآباد کی زندگی میں اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کے ساتھ سرفراز ہو۔

اب میں ان آیات کا ترجمہ بھی ساتھ ساتھ کرتا چلتا ہوں۔ ارشاد فرمایا اِلَیْہِ مَرْجِعُکُمْ جَمِیْعًا ط تم سب نے اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔ جَمِیْعًا ط جتنے کے جتنے تم ہو، چھوٹے بڑے امیر غریب، بادشاہ رعیت، سارے کے سارے۔ اِلَیْہِ مَرْجِعُکُمْ جَمِیْعًا ط اللہ ہی کی طرف تم سب نے لوٹ کر جانا ہے، اللہ ہی کی طرف تم سب کا لوٹنا ہے، وَعْدَ اللّٰہِ حَقًّا ط تاکید بیان فرما دی کہ اس بات کو معمولی نہ سمجھو، یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ حَقًّا، جو ہو کر رہے گا۔ حق کا معنی سچا بھی آتا ہے، حق کا معنی ؟ ہو کر رہنے والی بات جسے کوئی نہ ٹال سکے۔ قیامت کو بھی اَلْحَآقَّۃُ فرمایا۔ اَلْحَآقَّۃُ ۙ مَا الْحَآقَّۃُ ۚ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّۃُ ؕ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَۃِ ۝ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَۃِ ۝ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَۃٍ ۙ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَۃَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَۃٍ ۚ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَۃٍ ۝ (الحاقہ ۱ تا ۸)

سورت الحاقہ کا معنی ہی یہ ہے، مفہوم ہی یہ ہے۔ اللہ فرماتے ہیں قیامت تو یقیناً آئے گی۔ الحاقہ ـــــ حق سے مشتق ہے، واقعہ ہونے والی گھڑی، وہ گھڑی جس کے وقوع میں تمہیں کوئی شک نہیں کرنا چاہیئے ـــــ قوم عاد اور قوم ثمود نے اپنی تہذیب اور اپنے تمدن کے نشے میں اس کا انکار کر دیا تھا تو ہم نے اس دنیا میں ان کو وہ رگڑا دیا۔ هَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَۃٍ ۝ نہ دنیا میں کوئی ثمودی باقی نہ رہا، نہ دنیا میں کوئی عادی باقی رہا۔ اللہ کے عذاب کا شکار ہوئے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کا ایک متنفس بھی دنیا میں باقی نہیں رکھا۔ تو وَعْدَ اللّٰہِ حَقًّا ط اللہ کا یہ وعدہ حق ہے۔ کیا مطلب؟ حق کا معنیٰ وقوع۔ اس کے وقوع میں کسی قسم کا تمہیں شک نہیں کرنا چاہیئے۔

اور یہ قیامت کیوں آئے گی؟ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ دلیل بیان فرمائی کہ اللہ کا وعدہ ہے اور یہ اللہ کا وعدہ ہو کر رہے گا۔ تمہیں اس میں کوئی شک نہیں کرنا چاہیے۔ تم اپنے آپ کو دیکھ لو۔ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ۔ بے شک وہی اللہ تعالیٰ پہلی مرتبہ بھی تخلیق کرتا ہے۔ پہلی مرتبہ پیدا کرنے والا کون ہے؟ مجھے، آپ کو، اس ساری کائنات کو کس نے پیدا کیا؟ اللہ ہی نے تو پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ اگر نہ پیدا کرنا چاہے تو کوئی پیدا کر نہیں سکتا اور اللہ پیدا کرنا چاہے تو کوئی روک نہیں سکتا۔ موسیٰ علیہ السلام کی تخلیق کے متعلق ہماری تفسیر کی کتابوں میں بہت کچھ لمبا ذکر ہے اور فرعون کے بارے میں جو قرآن نے تصور پیش کیا۔ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ (القصص ۴) کہ فرعون بے عون جو مصر کا تھا وہ قتل کرتا تھا بنی اسرائیل کے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑ دیتا تھا اُن کی بیٹیوں کو۔ اور قتل کیوں کرتا تھا؟ تاکہ ان کی نسل کمتی ہو جائے، یہ دنیا میں بڑھ نہ سکیں، پھول نہ سکیں، پھل نہ سکیں، لیکن جس کو اللہ تعالیٰ پیدا کرنا چاہا، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پیدا ہو گئے اور پیدا بھی ہوئے اور پلے بھی کس کے گھر؟ فرعون کے گھر، جس فرعون نے اس کو ختم کرنا چاہا تھا اسی کے گھر میں پلتے تھے حضرتِ موسیٰ علیہ السلام۔ چنانچہ فرعون نے پھر طعنہ بھی دیا۔ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ۝ (الشعراء ۱۸) — اے موسیٰ! تجھے ہم نے بچپن میں پالا اور تو کئی سال تک میرے ہاں پلتا رہا۔ بچپن تو نے میرے ہاں گذارا — تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو اسی کے ہاں سے پلوا دیا۔ جسے اللہ تعالیٰ پیدا کرے، دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی اور جسے اللہ تعالیٰ نہ پیدا کرنا چاہے اُسے دنیا کی کوئی نہیں کر سکتی۔ اَلْمُبْدِئُ کون ہے؟ اللہ کی ذات۔ اَلْمُعِيْدُ کون ہے؟ اللہ کی ذات۔ اَلْخَالِقُ کون ہے؟ اللہ کی ذات۔ اَلْمُحْيِيْ کون ہے؟ اللہ کی ذات۔ اَلْمُمِيْتُ کون؟ اللہ کی ذات۔ اس لئے فرمایا کہ اسی اللہ نے تمہاری تخلیق کو پہلے کیا، تمہیں پہلے پیدا کرنے والا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ۔ اور اس وقت تو تمہارا کوئی میٹریل (Material —) ہی نہیں تھا۔ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ۝ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝ (الدھر ۱، ۲) فرمایا اے انسان! تجھے پتہ ہے؟ تجھ پر ایک ایسا دور گذرا ہے تیرا ذکر ہی کہیں نہیں تھا۔ ہم یہاں جتنے بیٹھے ہیں ساٹھ ستر سال کے بوڑھے، سو سال کا تو میرا خیال ہے کوئی نہیں ہوگا۔ اور اگر کوئی ہے بھی تو سو سال پہلے ہمارا کہیں نام تھا؟ کہ دنیا میں کس کس نے نمودار ہونا ہے؟ کون آنے والا ہے؟ کچھ بھی پتہ نہیں تھا۔ کسی کو علم نہیں تھا کون پیدا ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں معدوم سے وجود عطا کیا، اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا، عمر اور زندگی عطا کی، کسی کو کتنی، کسی کو کتنی، پھر ہم دنیا سے چلے جاتے ہیں۔ جب مر جاتے ہیں یا دفن ہو جاتے ہیں (خوش نصیب) یا کچھ جل جاتے ہیں، کچھ پانی میں ڈوب جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جیسے وہ چاہے لیکن اسی کائناتِ ارضی پر اُن کے ذرات موجود رہتے ہیں، خواہ ہمالیہ پر ان کی راکھ بکھیر دی جائے رہتی کرۂ ارضی پر ہی ہے، اُن ذرّوں کو پھر جمع کیا جائے گا۔ قرآن مجید نے فرمایا۔ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝ (القیامۃ ۴) میں تو اس پر بھی قادر ہوں کہ تیرے بند بند کو اکٹھا کروں، تیرے پوروں کو اکٹھا کروں، تیرے معمولی معمولی ذرات کو جوڑ دوں اور پھر میں تجھے اپنے سامنے پوری مخلوق جیسے کہ تو مرا تھا بنا کر اپنے سامنے کھڑا کر دوں گا (باقی آئندہ)

دورۂ تفسیر

——— یکم شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ سے شروع ہو رہا ہے ———

قطب الاقطاب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے اتباع میں اس سال بھی علمائے کرام کا دورۂ تفسیر "انجمن خدام الدین" کے زیر اہتمام یکم شعبان ۱۳۸۸ھ سے شروع ہوگا۔ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہٗ حضرت شیخ التفسیرؒ کے طریق پر ربطِ آیات کے ساتھ قرآن کریم کی تفسیر پڑھائیں گے۔ قلم، دوات، قیام و طعام اور کاغذ کا انتظام انجمن کی طرف سے ہوگا۔ کامیاب حضرات کو سید العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مفکرِ اسلام قائد انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ، محدثِ اعظم علامۂ زماں سید الاتقیاء حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، قطبِ زماں مفسرِ کبیر ولی بے نظیر شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی کے دستخط شدہ اسناد دی جائیں گی۔ حسبِ دستور فرقۂ باطلہ کی تردید بھی پڑھائی جائے گی۔

نوٹ: شریک ہونے والے علماء کرام موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔

ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

جماعت اسلامی کی چین دشمنی کا پس منظر

اسلام دوست اور محب وطن عوام کے لئے لمحہ فکریہ

مولانا مجاہد الحسینی

جماعت اسلامی نے کچھ دنوں سے پاکستان کے گہرے دوست اور وفادار ملک چین کے خلاف بھی گمراہ کن پروپیگنڈے کی مہم شروع کر دی ہے۔ چنانچہ قائم مقام امیر جماعت اسلامی میاں طفیل محمد نے اپنے ایک بیان میں چین کے لیڈروں پر الزام عائد کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

"وہ اپنے ملک میں اسلام اور داعیانِ اسلام کو ختم کر دینے پر تلے ہوئے ہیں اور پاکستان دوستی کے علی الرغم اسلام دشمنی کر رہے ہیں۔ اس صورت حال سے پاک چین دوستی پر ضرور اثر پڑے گا اور کوئی سمجھدار مسلمان بھی پاک چین دوستی کی خاطر اسلامی اصولوں اور اقدار کی جڑیں کاٹنے پر خاموش نہیں رہ سکے گا۔" (نوائے وقت لاہور ۳۰ ستمبر ۱۹۶۸ء)

جماعت اسلامی کے اس رہنما کو خدا جانے ان دنوں یہ معلومات یک لخت کس نے فراہم کر دیں کہ چینی رہنما اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور حیرت کی بات یہ ہے کہ چین کے بارے میں تازہ انکشافات کا علم یا تو جماعت اسلامی کی بھارتی شاخ کو ہو سکا ہے اور یا پاکستان کے امیر جماعت اسلامی کو ——!

آخر اس خطۂ زمین پر اور بھی مذہبی تنظیمیں موجود ہیں۔ جلیل القدر علماء کرام بقید حیات ہیں اور کروڑوں مسلمان روزمرہ اخبارات کا مطالعہ کر کے دنیا کی تازہ ترین صورت حال سے باخبر بھی رہتے ہیں۔ لیکن اسلام اور چینی مسلمانوں کے متعلق ان نئی معلومات کی بابت اور کسی کو کچھ پتہ نہیں چل سکا ہے یہ صرف جماعت اسلامی ہی کے لیڈروں کے فکر ناتراشیدہ کا کرشمہ ہے جو پاک چین دوستی سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ یہ تعلقات اسلامی اصولوں اور قدروں کی جڑیں کاٹ کر استوار کئے گئے ہیں۔

حالانکہ پاکستان کا ہر سمجھدار اور ذی ہوش مسلمان یہی سمجھتا ہے کہ پاکستان نے چین کے ساتھ دین و مذہب یا عقائد و نظریات کا سودا نہیں کیا ہے بلکہ ملکی ہمسائیگی کے دوستانہ اور وفادارانہ مراسم قائم کئے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ جماعت اسلامی کی اس تازہ ترین مہم کا پس منظر کیا ہے؟ اور وہ کیا اسباب و محرکات ہیں جن کی خاطر جماعت اسلامی اس طرح کے اقدامات کے لئے ہمہ وقت فکرمند رہتی ہے۔

درحقیقت چینی رہنماؤں کے خلاف مسلم کشی کے فرضی پروپیگنڈے کی یہ مہم بھی بھارتی رہنماؤں اور آل انڈیا ریڈیو کی فراہم کردہ خود ساختہ معلومات پر مبنی ہے جو سامراج کے اشارہ ابرو پر اس لئے چلائی جا رہی ہے تاکہ مسلمانوں کے دل و دماغ سے بھارتی ہندوؤں اور اسرائیلی یہودیوں کی اسلام دشمنی اور مسلم کشی کے گہرے اثرات مٹ جائیں اور ان کے دلوں میں پاکستان کے اس وفادار اور معاون ملک چین کے خلاف نفرت و بیزاری کے جذبات پیدا ہو جائیں۔

جو لوگ جماعت اسلامی کی سرشت اور فطرت سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اس جماعت کا مقصد وجود ہی سامراجی طاقتوں کی بالواسطہ یا بلاواسطہ ہمنوائی ہے۔ چنانچہ

۱۔ جماعت اسلامی ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس کے امیر جناب مودودی صاحب نے "مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش" نامی کتاب لکھ کر متحدہ ہندوستان میں تمام آزادی پسند جماعتوں کی مخالفت اور انگریزوں کی حمایت کر کے تحریک آزادی کو نقصان پہنچانے کی سعی لاحاصل کی تھی۔

۲۔ جب سامراجی طاقتوں نے گہری سازش کے تحت عالم اسلام کی سالمیت ختم کرنے کے لئے اسرائیل سے مصر، شام، اردن اور عراق پر حملہ کرایا تھا تو جماعت اسلامی نے یہودی حکومت اسرائیل اور اس کے پشتیبان ممالک کی جارحیت اور ان کے ظالمانہ رویہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کی بجائے عظیم اسلامی سلطنت مصر اور اس کے مسلمان سربراہ جمال عبدالناصر کے خلاف گمراہ کن پروپیگنڈے کی مہم چلا کر اسرائیل اور سامراج کی حمایت و ترجمانی کا مکروہ کردار ادا کیا۔

۳۔ جماعت اسلامی کی طرف سے احسان فراموشی کی مثال اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس نے ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں ہمت و جرأت کے ساتھ پاکستان کے حق میں سب سے پہلے آواز بلند کرنے والے مسلمان ملک انڈونیشیا کو بھی زہریلی تنقید کا ہدف بنانے میں کوئی حجاب محسوس نہیں کیا ہے حالانکہ صدر عبدالرحیم سوکارنو پہلے مسلمان سربراہ مملکت تھے۔ جنہوں نے سامراجی طاقتوں کے مفاد پرست اکھاڑہ اقوام متحدہ سے علیحدگی کا اعلان کر کے دنیا پر یہ واضح کر دیا تھا کہ بڑی طاقتوں کی ملی بھگت اور امریکہ کی بالادستی کے باعث اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل سے عدل و انصاف کی کوئی توقع نہیں رکھی جا سکتی ہے!

صدر سوکارنو نے پاک بھارت جنگ کے موقع پر پاکستان کی حمایت کی اور ہندوستانی سفارت خانہ کے سامنے مظاہرہ کرنے والے انڈونیشی عوام کے جلوس کو ان کی تائید حاصل تھی جن کے ہاتھوں میں "کچل دو انڈیا" (انڈیا کو کچل دو) کے لکھے ہوئے نعروں کے بینر تھے۔ لیکن جماعت اسلامی کے رسالہ ترجمان القرآن (ماہ فروری ۱۹۶۷ء) نے سامراج کے اشارہ ابرو پر محب وطن انڈونیشی مسلمانوں پر بے دینی اور الحاد کا الزام عائد کر کے دنیا کی رائے عامہ کو انڈونیشی مسلمانوں سے متنفر کرنے کی مکروہ کوشش کی تاکہ سامراج کو اس بہانے وہاں من مانی کارروائی کرنے کے خوب مواقع مہیا ہو جائیں۔

جماعت اسلامی اب وہی کھیل پاکستان میں کھیلنا چاہتی ہے جس کی خاطر اس نے ایک طرف تو اندرون ملک اپنے آرگنوں (ایشیا، آئین اور ترجمان القرآن) کے ذریعہ پاکستان کے علمائے کرام، دینی رہنماؤں، سامراج دشمن صحافیوں اور محب وطن افراد کو کمیونسٹ اور سرخے کے الفاظ سے موسوم کرنے کی مہم صرف اس لئے شروع کر رکھی ہے تاکہ سامراجی طاقتوں کو اپنی وفاداری کا یقین دلاتے ہوئے یہ تاثر دیا جا سکے کہ جو لوگ بھی ہماری جماعت کی مخالفت کر رہے ہیں خواہ وہ جماعت اسلامی کے اسلام سے ناواقف اخبار نویسوں کی غلط اسلامی تشریحات پر تنقید کی صورت میں کیوں نہ ہو وہ سب کے سب بے دین اور اشتراکیت پسند ہیں۔ اور دوسری طرف وہ بھارتی جماعت اسلامی کی رفاقت و تعاون کے ساتھ اور سی۔آئی۔اے کے مبینہ ملازم ہندو لیڈر گوپال مثل کی جعلی معلومات کی بناء پر آل انڈیا ریڈیو سے بھی پاکستان کے وفادار دوست ملک چین کے خلاف بوگس پروپیگنڈا کرا رہی ہے تاکہ پاکستان اپنے ایک وفادار ہمسایہ ملک کے تعاون سے محروم ہو جائے اور بھارت و سامراج کے رحم و کرم پر رہ جائے!

سامراج کی مسلم کشی

ان دنوں سامراجی طاقتیں مسلم ممالک کے اتحاد اور مسلمانوں کا اقتدار ختم کرنے کے لئے جو گھناؤنا کردار ادا کر رہی ہے وہ کسی ذی ہوش اور صاحب بصیرت انسان سے پوشیدہ نہیں ہے!

الجزائر اور نائیجیریا میں سامراج نے برہنہ جارحیت کا مظاہرہ کر کے سر ابوبکر تفاوا بلیوا اور احمد دبیلو جیسے عظیم مسلمان سربراہوں کو جس طرح ذلیل و رسوا اور

نیست و نابود کیا ہے وہ تاریخ کا المناک سانحہ ہے ۔ نہ جانے اسلامی نظام کی داعی اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی ہمدردی کا دعویٰ کرنے والی یہ جماعت سامراج کی مسلم کش روش اور خود امریکہ میں مسلمانوں کی حالتِ زار سے چشم پوشی کیوں کر رہی ہے ۔؟

آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ امریکہ میں اسلامی مساوات کے داعی اور نسلی تحریک کے مخالف میلکم ایکس کے قتل اور عصر حاضر میں اسلامی قوت و طاقت کے ایک نشان محمد علی کلے کی جیری بھرتی مختلف طریقوں کے ساتھ اسے صرف مسلمان ہونے کی پاداش میں ذلیل و رسوا کرنے اور اس کی خدا داد عظمت و فوقیت کو گھٹانے کے لئے جو جو ظالمانہ حرکتیں ہو رہی ہیں اور وہاں پر اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں حصہ لینے والوں پر جو ناروا پابندیاں عائد کی جا رہی ہیں ان کے خلاف جماعتِ اسلامی کی رگِ حمیت کیوں نہیں پھڑکتی ۔؟ اور امریکہ کے یہود نواز لیڈروں پر اسلام اور مسلم کشی کا جرم عائد کرنے کے لئے زبان کیوں نہیں کھلتی ؟ ۔ جماعت اسلامی کے ان صالحین کو صحن بیت المقدس میں نہ تو یہودی غنڈوں کی شرمناک خرمستیاں نظر آتی ہیں ۔ نہ اسرائیل کی تعمیر میں سامراجیوں کا ننگا کردار انہیں دکھائی دیتا ہے ۔ نہ صحرائے سینا اور دریائے اردن میں خون مسلم کی سرخی ان کی نگاہِ التفات کی مستحق ہے ۔ اس کائنات میں اگر کوئی چیز ان کے لئے پُر کشش اور جاذبِ توجہ ہے تو صرف سامراج اور اس کا حلیف رامراج ۔ جن کی اطاعت و فرمانبرداری اور تائید و حمایت کے جوش میں پاکستان کے حقیقی وفادار اور مؤثر تعاون کرنے والے ملک چین کے خلاف بھارت کی فراہم کردہ فرضی معلومات کی بناء پر بے سر و پا اور جھوٹے پروپیگنڈے کی مہم جاری کرنے میں کوئی ادنیٰ شرم محسوس نہیں کرتی ہے ۔ آخر اس کے پس منظر کیا جذبہ کار فرما ہے کہ جماعت اسلامی کے پرچہ ہفت روزہ ایشیا ۲۲ ستمبر کے صفحہ اوّل پر چیکو سلواکیہ میں روسی فوجوں کی داخلے کی تصویر "خون سحر" کا عنوان دے کر شائع کی جاتی ہے لیکن سامراج کے تختۂ مشق ستم عربوں پر یہودیوں کے لرزہ خیز مظالم اور بھارتی مسلمانوں پر "رامراج" کی سفاکی زندگی کی تصویروں سے جماعت اسلامی کے نام نہاد شرعی آرگنوں کے دامن خالی رہتے ہیں ۔

یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

الغرض چینی رہنماؤں کے خلاف جماعتِ اسلامی کے مکروہ پروپیگنڈے کے پس منظر "رامراج" اور "سامراج" کا یہی مقصد کار فرما ہے کہ دنیائے اسلام خصوصاً مشرقِ وسطیٰ اور افریقہ و ایشیا کے مسلم ممالک افتراق و انتشار کا شکار ہو کر اپنی موت آپ مر جائیں یا بے یار و مددگار ہو کر سامراج کی طفیلی ریاستیں بن کر اپنی انفرادی سالمیت کھو بیٹھیں ۔!

حرفِ آخر

پاکستان میں جماعتِ اسلامی کی دینی اور مذہبی حیثیت قطعاً مسلمہ نہیں ہے اور نہ ہی اس جماعت کو علماء اسلام اور دیندار طبقے کی تائید و حمایت حاصل ہے ۔ لیکن پھر بھی اس ملک میں نظری و فکری اعتبار سے کمیونزم ، عیسائیت ، یہودیت اور دیگر خلافِ اسلام تحریکوں کا سدِ باب اور حقیقی مقابلہ کرنے والے علماء کرام اور فرزندانِ اسلام کو جماعت اسلامی کی خطرناک حرکات سے ہمہ وقت باخبر اور ہوشیار رہنا چاہیئے اور اس کی سامراج نواز سرگرمیوں سے عوام مطلع کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرنا چاہیئے تاکہ اس کی مصلحت پسندانہ روش اور سامراجیوں کی ہمنوائی و جاسوسی کے باعث پاکستان اور ملتِ اسلامیہ کو کوئی نقصان نہ پہنچے اور اہل اسلام و ممالکِ اسلامیہ عزت و وقار کے ساتھ زندہ و پائندہ رہ سکیں !

ع ہوشیار اے مردِ مومن ہوشیار !

بقیہ : اداریہ

ہی سے ان کے دلوں اور دماغوں سے محو ہو چکی ہے ۔ تو بے جا نہ ہوگا ــــ لہٰذا خود ہی اندازہ فرمایئے ۔ کہ لادینیت اور مغربیت کے اس سیلاب کے آگے صرف تقریریں اور وعظ و نصائح کیا بند باندھ سکیں گے اس وقت ضرورت اس امر کی ہے ۔ کہ علماء کرام جدید ذہنی رجحانات کا جائزہ لے کر دین حق کی تبلیغ اور کتاب و سنت کی خالص تعلیمات کی نشر و اشاعت کے لئے کوئی مؤثر اور نتیجہ خیز قدم اٹھائیں ۔ اگر امام غزالی اور امام رازی رحمہم اللہ علیہم اپنے زمانے کے فلسفیوں کا علم کلام اور فلسفے سے مدد کر سکتے ہیں ۔ اور اپنے لٹریچر سے دشمنانِ اسلام پر غلبہ پا سکتے ہیں ۔ تو کیا وجہ ہے ۔ کہ اس دور کے علماء کرام نام نہاد مجددوں اور مفکروں پر غالب نہ آسکیں اور مخالفین کے دانت کھٹے نہ کر سکیں ۔ بس ضرورت صرف اس بات کی ہے ۔ کہ علماء کرام اپنے اختلافات سے قطع نظر بے لوثی ، خلوص و ایثار اور ایمان و عمل کی لازوال قوتوں سے لیس ہو کر ہمہ تن دین کے لئے وقف ہو جائیں اور وعظوں اور تقریروں کے علاوہ دین حق کو غالب کرنے کی دوسری راہیں بھی اختیار کریں ۔ کیونکہ اگرچہ زمانے کی تبدیلیوں کے ساتھ مقاصد تو نہیں بدلتے مگر ذرائع اور وسائل بہر حال بدل جاتے ہیں ــــ غرض علماء کرام کے لئے لازم ہے کہ وہ موجودہ بے دینی کا مقابلہ کرنے کے لئے جدید وسائل سے لیس ہو کر میدان عمل میں آئیں ، قوم کو بیدار کریں مسلمانوں کو ان کا بھولا بسرا سبق یاد دلائیں ۔ عوام و خواص کے دلوں میں دینی قدروں کی عزت و عظمت اپنے علم و عمل سے بحال کریں ۔ جدید نظریات پر اسلام کی فوقیت علمی انداز میں لوگوں کے سامنے تحریر و تقریر سے ثابت کریں اور کھرے اور کھوٹے کے درمیان فرق کرانے کے لئے اپنے تفکر و تدبر کو کام میں لائیں ــــ ہماری رائے میں جدید رجحانات اور نت نئے فتنے علماء اسلام کے لئے ایک چیلنج ہیں اور ہم حالات کی نبض پر ہاتھ دھر کر یہ یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں ۔ کہ اس دور میں علماء کرام جب تک جدید وسائل اختیار کر کے میدان میں نہیں آئیں گے وہ کسی میدان کو سر نہیں کر سکیں گے ۔

وما علینا الا البلاغ ۔

عجائباتِ شبِ معراج

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہٗ، کراچی ——— مرسلہ: عبدالرحمٰن لودھیانوی، شیخوپورہ

منجملہ کمالاتِ نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معراج کا وہ واقعہ ہے جو مکہ میں بقول زہری ۵ نبوت کے بعد ہوا۔ جس کے راوی چھبیس صحابی ہیں۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝

(پ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت ۱)

ترجمہ: پاک ہے وہ جس نے راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی ہے تاکہ ہم اسے اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

واقعہ اوّل آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں کہ میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ میں امّ ہانی کے گھر تھا اور ایک روایت میں ہے کہ میں اپنے گھر تھا اور چھت کھولی گئی۔

ان روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ امّ ہانی کے گھر کو جو کہ شعب ابی طالب کے پاس تھا آپؐ نے بوجہ سکونت اسے اپنا گھر فرما دیا۔ وہاں سے آپ کو مسجد حطیم میں لے گئے اور ابھی نیند کا اثر باقی تھا کہ وہاں پہنچ کر بھی لیٹ گئے۔ اور چھت کھولنے میں یہ حکمت تھی کہ آپ کو ابتدائے امر ہی سے معلوم ہو جائے کہ میرے ساتھ کوئی معاملہ خارق عادت پیش آنے والا ہے۔

واقعہ دوم کچھ سوتے تھے کچھ جاگتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ مسجد حرام میں سوئے تھے کہ آپ کے پاس حضرت جبرئیلؑ آئے اور ایک روایت میں ہے کہ تین شخص آئے ایک نے کہا کہ ان حاضرین میں سے کون پیغمبر علیہ السلام ہیں دوسرا بولا، وہ جو سب سے اچھے ہیں، تیسرا بولا تو پھر جو سب سے اچھا ہے اُسی کو لے لو۔ آئندہ شب کو پھر وہی تینوں آئے اور کچھ بولے نہیں اور آپ کو اٹھا کر لے گئے۔

(ف) سوتے جاگتے کی حالت شروع میں تھی اور اسی کو سونا کہہ دیا پھر آپ جاگ اٹھے تھے اور تمام واقعے میں بیدار رہے۔

قریش خانہ کعبہ میں آکر سویا کرتے تھے اور طبرانی میں ہے کہ اول جبرئیلؑ میکائیل آئے اور یہ گفتگو کرکے چلے گئے۔ پھر تین آئے اور مسلم میں ارشادِ نبویؐ ہے کہ میں نے ایک کہنے والے کو سنا کہ کہتا ہے ان تین میں ایک شخص ہے جو دو شخص کے بیچ میں ہے۔ ان دو شخصوں سے حضرت حمزہؓ اور حضرت جعفرؓ مراد ہیں اور آنحضرتؐ ان دونوں کے درمیان سو رہے تھے۔

واقعہ سوم اوّل آپ کا سینہ اوپر سے پیٹ کے نیچے حصے تک چاک کیا گیا اور آپؐ کا قلب نکالا گیا اور ایک سنہری طشت میں زمزم شریف کا پانی تھا اس سے آپ کا قلب مبارک دھویا گیا پھر ایک طشت آیا جس میں ایمان اور حکمت بھرا ہوا تھا وہ قلب میں بھر دیا گیا اور اس کو اس کے اصلی مقام پر رکھ کر درست کر دیا گیا۔

واقعہ چہارم پھر آپؐ کے پاس ایک جانور سفید رنگ حاضر کیا گیا جو براق کہلاتا ہے ۔۔۔ جو دراز گوش سے ذرا اونچا اور خچر سے ذرا نیچا تھا جو اس قدر برق رفتار ہے کہ منتہائے نظر پر قدم رکھتا ہے اور اس پر زین و لگام لگا ہوا تھا۔ جب آپؐ سوار ہونے لگے تو وہ شوخی کرنے لگا۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا۔ تجھ کو کیا ہوا؟ آپؐ سے زیادہ مکرم عنداللہ کوئی شخص تجھ پر سوار نہیں ہوا۔ بس وہ عرق عرق ہو گیا اور اس پر سوار ہوئے اور جبرئیلؑ نے آپؐ کی رکاب پکڑی اور میکائیلؑ نے لگام تھامی۔ اور بعض روایات میں آتا ہے کہ جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان دنیا پر پہنچے۔ (باقی آئندہ)

بقیہ: مجلسِ ذکر

تاجر کی حیثیت سے، ایک یتیم کی حیثیت سے، ایک معلم اخلاق کی حیثیت سے، خدا کے نبی اور خدا کے وفادار کی حیثیت سے، کسی حیثیت سے ناپ لیجئے، تول لیجئے، باپ کی حیثیت سے تولئے، خاوند کی حیثیت سے ناپ لیجئے، ایک مصلح اور ریفارمر کی حیثیت سے ناپ لیجئے، ایک پیغمبر کی حیثیت سے آپ کا کردار دیکھ لیجئے سب سے زیادہ شب بیدار اور عبادت گذار کی حیثیت سے دیکھ لیجئے۔ سب سے زیادہ با اخلاق حیثیت سے آپ دیکھ لیجئے، کوئی پہلو ہے جو چھپا ہوا ہو؟ جو واشگاف نہ ہو؟ یا واضح نہ ہو؟ اکثر بڑے لوگوں کی زندگیوں پر پردے پڑے ہوتے ہیں۔ ایک پہلو ظاہر ہے تو باقی اوجھل ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے سارے پہلو نکھرے ہوئے اور عیاں ہیں۔

حضورؐ جیسا کامل انسان دنیا میں ہوا ہے نہ ہو گا!!

تو اس لئے میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے لئے جو اسوہ اور نمونہ بنایا وہ ایسا جامع، اکمل ہے اور ایسا اعلیٰ اللہ نے ہمارے لئے آئیڈیل (IDEAL) مقرر کیا کہ اس کی زندگی ہی کامل زندگی ہے ورنہ دنیا کے اندر ایسا کامل انسان نہ پیدا ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے۔

حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

وہ ساری خوبیاں جو اللہ نے یکے بعد دیگرے انبیاء کو عطا فرمائیں۔ آپ کو اللہ نے سب سے بڑی امت عطا فرمائی۔ ساری امتیں ایک طرف، حضورؐ کی امت ایک طرف۔

زبانی جمع خرچ سے کچھ نہیں ملتا

سو اس لئے میں عرض کر رہا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اس دین حق کو اپنانے کی اور اس پر سچے دل سے ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ کیونکہ ہمارا سب سے پہلا فریضہ یہی ہے کہ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط فَدَخَلَ الْجَنَّۃَ ط اس پر کچھ دن ہوئے بحث کر چکا ہوں۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ۵ (پ س البقرہ ع ۲ آیت ۸) ایسے بھی لوگ ہیں جو ایمان کا دعوےٰ کرتے ہیں لیکن درحقیقت مومن نہیں ہیں۔ چونکہ زبانی جمع خرچ ہے۔ عملاً وہ اسلام کے، عملاً قرآن کے عملاً ایمان کے جو تقاضے ہیں ان کو پورا نہیں کرتے۔ سو ہمیں پہلے ایمان کو، اس کے بعد اس کے عملی تقاضوں کو پورا کرنا ہے، اس کی علمی کیفیت کو محفوظ کرنا ہے کہ اس کے تقاضے کیا ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کو ایک مانتے ہیں، لاشریک لہٗ مانتے ہیں، حضورؐ کو ان کا پیغمبر مانتے ہیں، تو اب دین ہمارا محصور ہو گیا۔

تعلیماتِ اسلامیہ کا خلاصہ

ہر معاملے میں یا خدا سے حکم لیجئے یا خدا کے نبیؐ سے کیونکہ قرآن ہمارے لئے قانون ہے (لاز)۔(LAWS) اور اللہ کے نبیؐ کی شریعت ہمارے لئے جو حدیث کی صورت میں ہے وہ بائی لاز (BYE-LAWS) ہیں۔ ان دونوں کی مکمل حیثیت آپ کے سامنے ہے۔ تو ان میں یہی اللہ نے فرمایا کہ سب سے پہلے ایمان باللہ، ایمان بالرسل، ایمان بالملائکہ، ایمان بالکتب، ایمان بالیوم الآخر۔ یہ ہیں ایمانیات۔ اس کے بعد پھر عملی ایمان کی شکل یہ ہے کہ آپ واقعی ایماندار ہیں تو پھر اللہ نے صحت دی ہے، تندرستی دی ہے تو وقت ہونے پر نماز پڑھیں، دولت دی ہے تو زکوٰۃ ادا کریں، دولت دی ہے اور استطاعت بھی ہے تو حج کریں، اللہ نے اور توفیق عطا فرمائی ہے، وجاہت دی ہے اور اسلام کی، علم کی دولت عطا فرمائی ہے تو پھر وہ علم دوسروں تک پہنچایئے۔ اور اللہ تعالےٰ نے آپ کو طاقت اور توانائی دی ہے، اگر آپ کو گورنر بنایا ہے اللہ نے، ڈپٹی کمشنر بنایا ہے تو پھر وہ فرائض انجام دیجئے۔ پھر ملّی پیمانے پر اسلام کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے جو بھی تن من دھن میں سے اللہ تعالےٰ توفیق دیں لگایئے اور اس کے ساتھ ساتھ تکالیف آئیں تو بخندہ پیشانی قبول کیجئے، بھائیوں کے ساتھ کسی بات پر غصہ آئے تو وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ۔ غصہ تھوک دیجئے۔ اسی طرح کہیں دنیا کے اندر اسلام کی نیک نامی کی ضرورت ہو تو بڑھ چڑھ کر داد جہاد دیجئے۔ بڑھ چڑھ کر اپنی اپنی ہمت سے کام لیجئے۔ تکالیف آئیں تو وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ (پ س العصر آیت ۳) اللہ کے دین کو پھیلایئے عام کیجئے، نصیحت کیجئے، تقریریں کیجئے اور اگر مصائب و تکالیف کا بیچ میں واسطہ پڑے تو دنیا میں تکلیفیں تو آتی ہیں، کاروباری زندگی میں آتی ہیں، روٹی پیدا کرنے کے لئے آتی ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ کے راستے میں اگر آ جائیں تو کون سا بڑا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ اور اگر یہ تکلیفیں آئیں گی تو دوہرے اور چوہرے اجر کا باعث بن جائیں گی، یہ نہیں کہ رائیگاں جائینگی۔

دُعا

سو اللہ تعالےٰ سے میں دعا کرتا ہوں کہ یہ ٹوٹی پھوٹی بے ربط باتیں اسلام کی محبت میں تعلیم القرآن کے شوق میں آپ کی خدمت میں عرض کی ہیں اپنے فریضے کو ادا کرنے کے لئے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اور مجھے اپنے فرائض کو باحسن طریق انجام دینے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

مہتمم دارالعلوم دیوبند سنگ بنیاد رکھیں گے

۲۰؍ اکتوبر بروز اتوار بعد نماز عصر حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہم مہتمم دارالعلوم دیوبند جامعہ مدنیہ (کریم پارک موہنی روڈ لاہور) کے ایک نئے شمالی بلاک کا سنگ بنیاد رکھنے جامعہ مدنیہ تشریف لا رہے ہیں۔ سنگ بنیاد کے بعد بخاری شریف کا ختم بھی ہوگا۔ اس مبارک و بابرکت تقریب میں شریک ہو کر ثواب حاصل کریں۔ (ناظم مدرسہ)

درخواست دعا

میری والدہ ماجدہ عرصہ چھ ماہ اور چھوٹے بھائی صاحب تین سال سے بیمار ہیں۔ احباب اور قارئین کی خدمت میں التماس ہے کہ ہر دو حضرات کی صحت یابی کے لئے خصوصی طور پر دعا فرمادیں۔

(محمد عبداللہ لودھیانوی دفتر مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

دارالعلوم تعلیم القرآن کوہاٹ شہر کا چھبیسواں سالانہ جلسہ

زیر صدارت حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی امیر جمعیۃ علمائے اسلام پاکستان بتاریخ ۲۶، ۲۷ اکتوبر ۶۸ء بروز ہفتہ اتوار بمقام کمپنی باغ کوہاٹ منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک کے بڑے بڑے جید علمائے کرام شرکت فرما رہے ہیں۔

حاجی محمد ابراہیم پراچہ

جنرل سیکرٹری دارالعلوم انجمن تعلیم القرآن جنرل کوہاٹ شہر

بچوں کا صفحہ

حضرت صفیہؓ کا کارنامہ

ضمیر احمد، بورسٹل سکول بہاولپور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھ کر عرب قبائل نے مدینہ پر حملہ کرنے کی سازشیں شروع کر دیں اور قریش کو اُکسا کر ساتھ ملا لیا۔ اور مدینہ پر فوج کشی کر دی۔ تمام عرب قبائل اور قریش کی کل تعداد چوبیس ہزار تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو اپنے دفاع کے لئے حضرت سلمان فارسیؓ کے کہنے پر مدینے کے ارد گرد خندق کھدوائی۔ اس لئے اس جنگ کو جنگ خندق کہتے ہیں۔ کیونکہ کفار مدینہ کے تینوں طرف خونخوار درندوں کی طرح منہ کھولے بیٹھے تھے۔ ان کا کوئی وار کارگر نہ ہو سکا۔ مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امن کا معاہدہ کر رکھا تھا۔ مگر یہ لوگ معاہدے کے باوجود حیی بن اخطب کے بہکاوے میں آ گئے اور مسلمانوں کے خلاف شورش برپا کرنے لگے۔ یہودی جو ہمیشہ اپنے وعدے کے خلاف قدم اٹھاتے تھے انہوں نے مستورات کے قلعہ پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ یہ لوگ سمجھتے تھے کہ تمام جمعیت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور قلعہ خالی ہے اور ہم بآسانی اس کو فتح کر لیں گے۔ اس قلعہ کے فتح ہونے پر مسلمانوں میں افراتفری پیدا ہو جائے گی۔ مسلمانوں کے قدم اکھڑ جائیں گے۔ مگر ان کو کیا معلوم تھا کہ خدا اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جان قربان کرنے والی بیٹیاں بھی موجود ہیں۔ اور یہ بیٹیاں وہ کارنامے دکھا سکتی ہیں جو مسلمان مجاہد دکھا چکے ہیں۔

کہتے ہیں جب سانپ کی موت آتی ہے تو راستے پر بیٹھتا ہے۔ عین اس مثال کے مطابق دس یہودیوں کے دستے میں سے ایک یہودی آگے بڑھا۔ اور قلعہ کے حالات کا جائزہ لینے کی کوشش کی۔ ان کا خیال تھا کہ جائزہ لینے کے بعد تمام کے تمام جھپٹ پڑیں گے۔ کفار دلیر دشمن نہیں تھے بلکہ وہ پرلے درجہ کے مکار ہونے کے علاوہ کمینے، وحشی، قاتل اور ڈاکو بھی تھے۔ اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ ایک طرف تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ امن کا معاہدہ کر رہے ہیں اور دوسری طرف مستورات پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔

اس وقت ایک یہودی قلعے کی طرف جانے لگا تو اس کے پاؤں ڈگمگانے لگے۔ وہ ہراساں ہو گیا اور اس نے جانے سے انکار کر دیا۔ مگر جب ساتھیوں نے بزدلی کا طعنہ دیا تو بادل نخواستہ آگے بڑھا۔ وہ شاید اندرونی طاقت سے آگاہ ہو گیا تھا کہ بار بار پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتا تھا۔ مگر قلعہ کے اندر مستورات بھی ان خونخوار درندوں سے غافل نہ تھیں۔ باقاعدہ ہر عورت پہرہ داری کے فرائض انجام دے رہی تھی پہرہ دار عورت کے لئے خاص مقام منتخب تھے۔ وہ یہودی جب اس دروازے کے نزدیک پہنچا جہاں حضرت صفیہؓ پہرہ دے رہی تھی۔ جوں ہی حضرت صفیہؓ نے اسے دیکھا تو سائبان کی چوب نکال کر یہودی کے سر پر دے ماری۔ یہودی تڑپنے لگا۔ تڑپتے ہوئے اس ذلیل دشمن کو حضرت صفیہؓ نے اندر گھسیٹ لیا اور تلوار سے اس کا سر قلم کر دیا۔ بجائے اس کے کہ حضرت صفیہؓ اس کی نعش کو کہیں چھپاتیں بلکہ اس نے یہودی کا سر قلم کر کے قلعہ کی دیوار کے باہر پھینک دیا۔ جب دوسرے یہودیوں نے دیکھا کہ ہمارے ساتھی کا کٹا ہوا سر باہر آ پڑا ہے تو وہ ہراساں ہو گئے۔ افراتفری کے عالم میں یک لخت بھاگ گئے۔ انہوں نے سمجھا کہ اس قلعہ کے اندر بہت سی فوج موجود ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ اس کا سر کاٹ کر باہر پھینک دیا گیا۔ اس طرح خدا کی مہربانی اور مستورات کی جرأت سے محبانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بندگانِ خدا کا راز رہ گیا۔ اور پھر کسی نے جرأت نہ کی۔

میں قربان جاؤں محبانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے ثابت کر دیا کہ ایک عورت وقت پڑنے پر بڑا کارنامہ سر انجام دے سکتی ہے تو مسلمان کے مقام کا کوئی اندازہ ہی نہیں لگا سکتا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

★

چند نصائح

مت کھا

- زیادہ
- ہر کسی کے سامنے
- بغیر خوب بھوک کے
- بازار میں کھڑے ہو کر
- حرام کا مال
- بات بات پر قسم
- بخیل کے یہاں کی دعوت

بھروسہ نہیں

- غرض مند کی دوستی کا
- جواری کی مالداری کا
- کھانے پینے کے یاروں کا
- تندرستی اور زندگی کا

دور بھاگ

- تہمت کی جگہ سے
- جھگڑے اور مقدمہ بازی سے
- نشہ بازوں کی مجلس سے
- فحش ناولوں اور رسالوں سے
- غیبت کرنے اور سننے سے

مت ظاہر کر

- کسی کا عیب
- دل کا بھید
- اپنی تجارت کا فائدہ اور نقصان

قبول کرے

- نصیحت کی بات چاہے کڑوی ہو۔
- بھائی کا عذر چاہے دل نہ ملنے
- دوست کا ہدیہ چاہے حقیر ہو
- اپنی غلطی چاہے ذلت ہو
- غریب کی دعوت چاہے تکلیف ہو
- ماں باپ کا حکم چاہے ناگوار ہو
- نیک بیوی کی محبت چاہے کم صورت ہو۔

ممکن نہیں کہ

- جیسی صحبت میں بیٹھے ویسا نہ بنے
- ہر کام میں جلدی کرے اور نقصان نہ اُٹھائے
- دنیا سے دل لگائے اور پشیمان نہ ہو
- ہمت اور استقلال کو شعار بنائے اور مراد کو نہ پہنچے
- زیادہ باتیں کرے اور کوفت نہ اُٹھائے۔
- عورتوں کی صحبت میں بیٹھے اور رسوا نہ ہو
- دوسروں کے جھگڑے میں پڑتا پھرے اور آفت میں نہ پھنسے۔

سراج الدین اجمیری بی اے۔ سکھر

ارکانِ دیں میں سب سے مقدم نماز ہے
راسخ اسی سے ہوتا ہے اسلام کا شعور
پاکیزگی قلب و نظر کے لئے عزیز
اکسیر ہے نماز یہ فرما گئے حضورؐ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم
(۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۲۲۱ مورخہ ۳ / مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۸۱-۲۳۷ / ۲۴ مورخہ ۷ / ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۶۷ / ۹۰۲۰۷۶ DD مورخہ ۲۴ / اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G/۳۰۲ ۴۶-۱۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ / مارچ ۱۹۶۷ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔